شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کے قلم سے
1069
متحدہ قومیت اور اسلام
معہ
نظریۂ قومیت پر حضرت مولانا مدنی اور علامہ اقبال کی خط وکتابت
مکتبہ محمودیہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

Marfat.com

1069

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کا پہلا خط

حضرت طالوت کے نام

محترم المقام زید مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

مزاجِ مبارک: والا نامہ باعث سرفرازی ہوا، مَیں آپ کی ہمدردانہ محبت کا شکرگزار ہوں، بالخصوص اس بناء پر کہ باوجود عدم ملاقات کے اس قدر التفات فرماتے ہیں، میرے پاس بہت سے خطوط، مضامین، اس کے متعلق استفسار کے آئے، مگر میں انتہائی درجہ عدیم الفرصت ہوں اور اس قسم کے افترآات اور سب وشتم کا سیلاب ہر زمانے میں کم وبیش (اس زمانہ سے جب کہ مَیں نے تحریکاتِ وطنیہ اور ملّیہ میں قدم اٹھایا ہے) برابر جاری ہے، اس لیے ایسی باتوں میں وقت صرف کرنا اضاعت وقت سمجھتا ہوں واذا خاطبھم الجاھلون الآیۃ پر عمل پیرا رہتا ہوں۔ جب کبھی کوئی نہایت اہمیت ہوتی ہے، کچھ لکھ دیتا ہوں، مَیں اس وقت بھی چپ تھا، مگر آپ کے والا نامہ نے مجبور کیا... کہ حقیقت واضح کی جائے اس لیے باوجود عدیم الفرصتی مختلف اوقات میں لکھ کر مندرجہ ذیل مضمون پیش کرتا ہوں اور تاخیر کی معافی کا خواستگار ہوں ——— **اصل واقعہ** یہ ہے کہ صدر بازار دہلی متصل پل بنگش زیرِ صدارت مولانا نور الدین صاحب جلسہ کیا گیا، اس میں اہلِ محلہ کی طرف سے ایڈریس پیش کیا گیا اور اس میں میری ملّی اور وطنی خدمات کو سراہا گیا۔ جلسہ وعظ ونصیحت کا نہ تھا اور نہ اسلامی تعلیم کے بیان کرنے کا، اُس روز صبح کو جلسہ مذہبی ہو چکا تھا، مولانا نور الدین صاحب نے تین یا چار برس میں ترجمہ قرآن شریف ختم کیا تھا اور اُس کی خوشی میں جلسہ ہو چکا تھا، اس میں مذہبی

Marfat.com

تقریر، فضائل قرآن اور اس کی تعلیمات کے متعلق تقریباً دو گھنٹے ہو چکی تھی، نیز جامع مسجد میں تبلیغ کے متعلق مذہبی وعظ اس سے پہلے اسی دن ہو چکا تھا۔ شب کے جلسے کے اعلان میں یہ طبع کیا جا چکا تھا کہ حسین احمد کو ایڈریس پیش کیا جائے گا۔ ایڈریس کے جلسے سے لیگیوں اور بالخصوص مولوی مظہرالدین صاحب اور اُن کے ہمنواؤں میں انتہائی غصہ پھیلا ہوا تھا، کوشش کی جارہی تھی کہ جلسہ کو درہم برہم کیا جائے، جس کو احساس کرکے جناب صدر نے اپنی صدارتی تقریر میں یہ کہہ دیا کہ اس جلسے میں کانگریس اور مسلم لیگ کے متعلق کوئی تقریر نہ ہوگی، اس کے بعد میں ایڈریس کے جواب دینے کے لیے کھڑا ہوا (صدارتی تقریر کے بعد ایڈریس پیش کیا گیا تھا) میں نے بعض ضروری مضامین کے بعد مُلک کی حالت، بیرونی ممالک اور غیر اقوام نیز اندرونِ مُلک میں آزادی کا تمہیدی مضمون شروع کیا تو کہا کہ موجودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں، نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں، دیکھو انگلستان کے بسنے والے سب ایک قوم شمار کیے جاتے ہیں، حالانکہ اُن میں یہودی بھی ہیں، نصرانی بھی، پروٹسٹنٹ بھی، کیتھولک بھی، یہی حال امریکہ، جاپان اور فرانس وغیرہ کا ہے الخ

جو لوگ جلسے کو درہم کرنے کے لیے آئے تھے اور موقعہ چاہ رہے تھے، انھوں نے شور مچانا شروع کیا، میں اُس وقت یہ نہ سمجھ سکا کہ وجہ شور کی کیا ہے، جلسہ جاری رکھنے والے لوگ اور وہ چند آدمی جو کہ شور وغوغا چاہتے تھے، سوال وجواب دیتے رہے اور "چپ رہو" وغیرہ کے الفاظ سُنائی دیتے، اگلے روز "الامان" وغیرہ میں چھپا کہ حسین احمد نے تقریر میں کہا کہ قومیت وطن سے ہوتی ہے، مذہب سے نہیں ہوتی اور اس پر شور وغوغا ہوا۔ اس کے بعد اس میں اور دیگر اخباروں میں سب وشتم چھاپا گیا، کلام کے ابتدا اور انتہا کو حذف کر دیا گیا تھا اور کوشش کی گئی تھی کہ عام مسلمانوں کو ورغلایا

Marfat.com

جائے، مَیں اس تحریف اور اتہام کو دیکھ کر چُپکا ہو گیا اور تقریر کا بڑا حصّہ "انصاری" اور "تیج" میں بھی چھپا، مگر اس کو کسی نے نہیں لیا، "الامان" اور "وحدت" سے "انقلاب" "زمیندار" وغیرہ نے لیا اور اپنے اپنے دلوں کی بھڑاس نکالی، ۸، یا ۹ر جنوری کے "انصاری" اور تیج کو ملاحظہ فرمایئے، مَیں نے یہ ہرگز نہیں کہا کہ مذہب وملت کا دار و مدار وطنیت پر ہے، یہ بالکل افترا اور دجل ہے۔ "احسان" مورخہ ۱۲ر جنوری کے صفحہ ۲ پر بھی میرا قول یہ نہیں بتایا گیا، بلکہ یہ کہا گیا کہ "قوم یا قومیت کی اساس وطن پر ہوتی ہے"۔ اگرچہ یہ بھی غلط ہے مگر یہ بھی ضرور تسلیم کیا گیا ہے کہ مذہب اور ملت کا مدار وطنیت پر ہونا میں نے نہیں کہا تھا، شملہ کی چوٹیوں اور نئی دہلی سے تعلق رکھنے والے ایسے افترا اور اتہام کرتے ہی رہتے ہیں، اس قسم کی تحریفیں اور سب وشتم ان کے فرائضِ منصبیہ میں سے ہیں، مگر سَر اقبال جیسے مہذب اور متین شخص کا اُن کی صف میں آجانا ضرور تعجب خیز امر ہے، اُن سے میری خط و کتابت نہیں، مجھ جیسے ادنیٰ ترین ہندوستانی کا ان کی بارگاہِ عالی تک پہنچنا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے، اگر غیر مناسب نہ ہو تو ان کی عالی بارگاہ میں یہ شعر ضرور پہنچا دیجئے۔ ؎

هنيئًا مريئًا غير داءٍ مخامرٍ
لعزة من اعراضنا ما استحلت

افسوس! کہ سمجھدار اشخاص اور آپ جیسے عالی خیال تو یہ جانتے ہیں کہ مخالفت کی بنا پر یہ اخبار ہر قسم کی ناجائز اور ناسزا کارروائیاں کرتے رہتے ہیں، ان پر ہرگز اعتماد ایسے امور میں نہ کرنا چاہئے اور سَر اقبال موصوف جیسے عالی خیال، حوصلہ مند، مذہب میں ڈوبے ہوئے تجربہ کار شخص کو یہ خیال نہ آیا، نہ تحقیق کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ آیۃ ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا لایۃ گویا نظر سے نہیں گزری۔

Marfat.com

سر اقبال فرماتے ہیں:۔ سرود بر سرِ منبر کہ ملت از وطن است

چہ بے خبر ز مقامِ محمد عربی است

کیا انتہائی تعجب کی بات نہیں ہے کہ ملت اور قوم کو سر اقبال صاحب ایک قرار دے کر ملت کو وطنیت کی بنا پر نہ ہونے کی وجہ سے قومیت کو بھی اس سے منزہ قرار دیتے ہیں۔ یہ بوالعجبی نہیں ہے تو کیا ہے، زبانِ عربی اور مقامِ محمّد عربی علیہ السّلام سے کون بے خبر ہے؟ ذرا غور فرمائیے، مَیں نے اپنی تقریر میں لفظ قومیت کا کہا ہے۔۔۔ ملت کا نہیں کہا ہے۔ دونوں لفظوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ملّت کے معنی شریعت یا دین کے ہیں اور قوم کے معنی عورتوں اور مَردوں کی جماعت کے ہیں۔ قاموس میں ہے:۔ وبالکسر الشّریعة اوالدّین (یہ ملّت کی بحث میں ہے) نیز قامُوس میں ہے:۔ القوم الجماعة من الرّجال والنّساء معا اوالرّجال خاصة او تدخله النّساء تبعية الخ (بحث قوم) مجمع البحار میں ملت کے معنے ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔ ما شرع الله بعباده علی السنة الانبیاء علیهم السّلام ویستعمل فی جملة الشرائع لا فی احادها ثم اتسعت فاستعملت فی الملة الباطلة فقیل الکفر ملة واحدة۔ الخ۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ منطق کونسی ہے، لفظ قوم ملت۔ دین تینوں عربی ہیں، ان کے معانی کو لغت عربی سے پُوچھیے اور دیکھئے کہ کسی لغت عربی کی معتبر کتاب میں قوم اور ملت کو اور علیٰ ہذا القیاس، قوم اور دین کو مرادف اور ہم معنی قرار دیا ہے یا نہیں، آیات اور روایات کو ٹٹولیے اور سر صاحب کی بُوالعجبی کی داد دیجئے۔ اگر میری تقریر کے سیاق اور سباق کو بھی حذف کر دیا جائے اور عبارت میں تحریف کر کے حسب اعلان جریدہ "احسان" قوم یا قومیت کی اساس وطن پر ہوتی ہے۔ بتائی جائے، تب بھی مَیں نے کب کہا کہ ملّت یا دین کی اساس وطن پر ہے، پھر سر موصُوف کی یہ نسبت سرود بر سر افترا محض نہیں

Marfat.com

ہے، تو کیا ہے اور ان کا اِن تینوں کو ایک قرار دینا عجمیت اور زبانِ عربی سے ناواقفیت نہیں ہے تو کیا ہے؟

یاللعجب ولضیعۃ الادب

آپ مجھ کو ارشاد فرماتے ہیں کہ تو اپنے خیالات سے مطلع کر۔ جواباً عرض ہے کہ قوم کا لفظ ایسی جماعت پر اطلاق کیا جاتا ہے جس میں کوئی وجہ جامعیت کی موجود ہو۔ خواہ وہ مذہبیت ہو یا وطنیت یا نسل یا زبان، یا پیشہ یا رنگت، یا کوئی صنعت مادی یا معنوی وغیرہ وغیرہ کہا جاتا ہے، عربی قوم، عجمی قوم، ایرانی قوم، مصری قوم، پختون قوم، فارسی بولنے والی قوم، سیدوں کی قوم، شیخوں کی قوم، کنجڑوں کی قوم، موچیوں کی قوم، کالوں کی قوم، گوروں کی قوم، صوفیوں کی قوم، دُنیا داروں کی قوم وغیرہ وغیرہ ....یہ محاورات تمام دُنیا میں شائع و ذائع ہیں اور زبانِ عربی بلکہ احادیث و آیات میں بکثرت وجوہ پر اطلاق لفظ قوم کا پایا جاتا ہے، انھیں میں ہندوستانی قوم بھی ہے۔ موجودہ زمانے میں ہندوستانی قوم سے بیرونی ممالک میں تمام باشندگانِ ہندوستان سمجھے جاتے ہیں. خواہ وہ اُردو بولنے والے ہوں یا بنگلہ، خواہ وہ کالے ہوں، یا گورے، ہندو ہوں یا مسلمان، پارسی ہوں یا سکھ۔ انڈین کا لفظ ہر ہندوستانی پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ مَیں ہندوستان سے باہر تقریباً سترہ برس رہا ہوں، عرب، شام فلسطین، افریقہ، مصر، مالٹا وغیرہ میں بھی رہتا ہوا، ہر مُلک کے باشندوں سے ملنا جلنا بیٹھنا، اُٹھنا ہوا، جرمن، آسٹرین، بلگیرین، انگریز، فرانسیسی، آسٹریلین، رُوسی، چینی جاپانی، ترکی، عربی وغیرہ وغیرہ مسلم اور غیر مُسلم کے ساتھ سالہا سال مِلنا جُلنا، نشست و برخاست کی نوبت آئی، اگر یہ لوگ عربی، ترکی، فارسی یا اُردو سے واقف ہوتے

تھے، تو بلا ترجمہ ورنہ بذریعہ ترجمان گفتگوئیں ہوتی تھیں، سیاسی مسائل اور مذہبی اُمور زیرِ بحث رہتے تھے، مَیں نے بیرُونی ممالک کے عام لوگوں کو اسی خیال اور عقیدے پر پایا کہ وُہ ہندُوستانی لوگوں کو ایک قوم سمجھتے ہیں اور سب کو باوجُود مختلف المذاہب اور مختلف اللسان والالوان ہونے کے ایک ہی لڑی میں پروتے ہیں، لغوی معنی اس سے انکاری نہیں، عرف اس کا متقاضی ہے، پھر اس کے انکار کے کیا معنی ہیں، یہ دعویٰ کہ اسلام کی تعلیم قومیت کی بنا وجغرافیائی حدُود یا نسلی وحدت یا رنگ کی یکسانی کے بجائے شرفِ انسانی اور اخوّت بشری پر رکھتی ہے (جیسا کہ مدیر "احسان" کا دعوے ہے) مجھے نہیں معلوم کہ نص قطعی یا ظنی سے ثابت ہے، جس کی بنا پر اختلاف اوطان وغیرہ پر اطلاق لفظ قوم ممنوع ہو، لوگوں میں مساویانہ برتاؤ اور برادرانہ معاملات دُوسری چیز ہیں۔ حالانکہ ان میں امتیاز عُرفاً اور شرعاً معتبر ہے۔ اس کے علاوہ تقریر میں تو اسلامی تعلیم اور نظریے کا ذکر بھی نہیں تھا۔

میرے محترم: اس اجنبی اور خُودغرض حکُومت اور پردیسی خُون چوُسنے والی قوم نے جس قعرِ مذلّت اور ہلاکت اور قحط وافلاس کے تیرہ و تاریک گڑھے میں تمام ہندُوستانیوں کو عمُوماً اور مُسلمانوں کو خصُوصاً، عرصہ دراز سے ڈال رکھا ہے اور جس طرح وُہ ہندُوستانیوں کو روز افزُوں فنا کے گھاٹ اُتارتی جارہی ہے، وُہ اس قدر ظاہر و باہر ہے کہ اس کے بیان کی حاجت نہیں ہے، نیز اس سے آزاد ہونا اور مُلک وملّت کی زندگی اور بہبُودی کی فکر اور سعی کرنا ہر حیثیت سے سبھوں کا فریضہ ہونا بھی اظہر من الشمس ہے، (ان دونوں چیزوں سے بجز غبی یا مکابر کوئی شخص بھی مُنکر نہیں ہوسکتا) اگرچہ اس پردیسی خونخوار قوم سے نجات کے اور بھی ذرائع عقلاً ممکن ہیں، مگر جس قدر قوی اور مؤثر ذریعہ تمام ہندُوستانیوں کا متفق اور متحد ہو جانا ہے، اور کوئی ذریعہ نہیں ہے، اس

Marfat.com

کے آگے اس حکومت کے جملہ اسلحہ اور تمام قوتیں بیکار ہیں اور بغیر نقصان عظیم ہندوستانی اپنے مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں، لہٰذا اشد ضرورت ہے کہ تمام باشندگانِ مُلک کو منظم کیا جائے اور اس کو ایک ہی رشتے میں منسلک کر کے کامیابی کے میدان میں گامزن بنایا جائے، ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کے لیے کوئی رشتہ اتحاد بجز متحدہ قومیت کے نہیں، جس کی اساس محض وطنیت ہی ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ کانگریس نے ابتدا ہی سے اس امر کو اپنے اغراض و مقاصد میں داخل کیا ہے، ۱۸۸۵ء میں جب کہ کانگریس کا اولین اجلاس ہوا تو سب سے پہلا مقصد مندرجہ الفاظ میں ظاہر کیا گیا۔

"ہندوستان کی آبادی جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متفق اور متحد کر کے ایک قوم بنایا جائے"۔

یہی متحدہ قومیت انگلستان کے دل میں ہمیشہ سے کھٹکتی رہی ہے اور ہر انگریز اس سے خائف اور اس کے زائل کرنے کے لیے ہر طرح سے ساعی ہے۔

پروفیسر سیلے نے "ایکسپنشن آف انگلینڈ" میں اس کے متعلق لکھا ہے:

"اگر ہندوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ بھی پیدا ہو جائے، اور اس میں اجنبیوں کے نکالنے کی کوئی عملی روح بھی نہ ہو، بلکہ صرف اس قدر احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکومت سے اتحادِ عمل ہندوستانیوں کے لیے شرمناک ہے، تو اسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا، کیوں کہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور اس پر فاتحانہ حکمرانی نہیں کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اس طرح کی حکومت کرنی بھی چاہیں گے، تو اقتصادی طور پر قطعاً برباد ہو جائیں گے"۔

Marfat.com

اس بنا پر ہمیشہ سے یہی کوشش مدبران برطانیہ کی جاری رہی ہے کہ یہ جذبہ کبھی ہندوستانیوں میں پیدا نہ ہونے دیا جائے اور اگر کبھی اس کی کوئی صورت پیش آبھی جائے تو اس کو جلد از جلد ہر ممکن صورت سے تفرقہ ڈلوا کر فنا کر دیا جائے۔

"لڑاؤ اور حکومت کرو" کی انگریزی پالیسی مشہور تر اور مشاہد ہے، بالخصوص کانگریس کے پیدا ہونے کے بعد تو اس راہ میں انتہائی جدوجہد جاری ہے، مسٹر بیک اور مسٹر ماریسن اور سر آکلانڈ کالون وغیرہ کی انتہائی انفرادی مساعی اور پھر ۱۸۸۸ء اجتماعی مساعی اس کی شاہد عدل ہیں، جس کے ماتحت اوّل اسی سنہ میں یونائٹڈ انڈین پٹریاٹک ایسوسی ایشن قائم کرائی گئی ہے، جس کا دوسرا نام "انٹی کانگریس تھا اور پھر ۱۸۹۳ء میں "محمڈن اینگلو اورینٹل ڈیفنس ایسوسی ایشن آف اپر انڈیا" تخلیق کی گئی، جس کے مقاصد حسب ذیل قائم کئے گئے۔

الف: مسلمانوں کی رائے انگریزوں اور گورنمنٹ ہند کے سامنے پیش کر کے مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کرنا۔

ب: عام سیاسی سورش کو مسلمانوں میں پھیلنے سے روکنا۔

ج: ان تدابیر میں امداد دینا جو سلطنت برطانیہ کے استحکام اور سلطنت کی حفاظت میں مد ہوں، ہندوستانیوں میں قائم رکھنے کی کوشش کرنا اور لوگوں میں وفاداری کے جذبات پیدا کرنا۔

مسٹر بیک اور مسٹر کالون وغیرہ ہی کی انفرادی مساعی کا نتیجہ تھا کہ سر سید جیسے تیز اور سخت سیاسی کے خیالات پر نہایت زہریلا اثر ڈالا (اسباب بغاوت ہند) کے لکھنے والے شخص کے عقائد اور ارادوں کو روزانہ اور پیہم مساعی سے بالکل ہی جامد اور انگریز پر بہت ڈرپوک بنا دیا گیا، انہی مساعی کی بنا پر ۱۹۰۰ء میں لارڈ میکڈانلڈ نے ناگری اور اردو کا قصہ

Marfat.com

اُٹھایا اور اِنھیں وُجُوہ کی بنا پر ۱۹۰۶ء میں متعدد ذمہ داریاں برطانیہ کی کوششوں سے مُسلم
لیگ کی تخلیق شملہ کی چوٹیوں سے ظہُور پذیر ہوئی، اور آج تک اسی پالیسی پر گامزن ہے اسی
بنا پر بار بار امن سبھائیں قائم کرائی گئیں، اسی بنا پر شدھی اور سنگھٹن کو میدان میں پیش کیا
گیا ـــ مسٹر مارلین اور مسٹر بیک وغیرہ کی کارروائیاں اگر دیکھنی ہوں تو انسٹی ٹیوٹ
گزٹ کے پرچے ملاحظہ ہوں مُسلمانوں کو خصوصی طور پر کانگریس سے متنفر کرنے اور اُس
سے دُور کرنے کی پالیسی آج سے نہیں، بلکہ ۱۸۹۵ء یا اس سے بھی پہلے سے جاری ہے
اور کامیابی ہوتی جاتی ہے، آج بھی یہی شرابِ ارغوانی جو کہ مُسلم لیگ کی گھٹی میں ڈالی گئی تھی
اس کے ممبروں کو گورے گورے ہاتھوں سے پلائی جارہی ہے، اور وفادارانِ اَزلی
اپنے خداوندوں کی مختلف پیراؤں میں خدماتِ جلیلہ انجام دیتے ہوئے لیگ کے
پلیٹ فارم پر گرجتے اور جمعیۃ العلماء اور دیگر سچے مخلصین خدامِ ملت و مُلک سے نفرت
دلاتے ہیں، طوُل کے خوف سے میں مفصل کیفیت اس بیان میں نہیں لاتا۔ اگر آئندہ کوئی
موقعہ ملا تو عرض کرُونگا، مُسلمانوں کو ہمیشہ دھوکا دیا گیا اور آج بھی نہایت قوت اور
چالاکی سے دیا جارہا ہے، ان کو چاہیئے کہ گزشتہ تاریخ کا مطالعہ کریں اور اپنے تحفظ و
زندگی کا سامان کریں، اہلِ مطالعہ سے میری پُرزور درخواست ہے کہ وُہ ضرور بر ضرور کتاب
"مسلمانوں کا روشن مستقبل"، جو کہ ابھی ابھی مطبع نظامی بدایوں میں چھپی ہے، منگائیں اور اس
کے آئینے میں انگریزی پالیسی اور مسلم لیگ وغیرہ کی حقیقت اور نام نہاد لیڈروں کی برہنہ
تصاویر مشاہدہ کریں: فاعتبروا یا اولی الالباب۔ والسلام

ننگ اسلاف

حُسین احمد غُفرلہٗ

۸، ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ

Marfat.com

طالوت صاحب کا خط

علامہ اقبال کے نام

مطاع و محترم اسلامیاں

اَلسّلامُ علیکم وَرَحمۃُ اللہ

اگرچہ میرا یہ دَرجہ نہیں کہ آپ سے شرفِ مخاطبت حاصل کر سکوں، مگر الضرُورات تبیح المحذورات کی بنا پر باوجُود اس علم کے کہ آپ کی طبیعت ناساز رہتی ہے، تکلیف دینے کی معافی چاہتا ہُوں۔ اُمّید ہے کہ آپ اخلاقِ کریمہ کی بنا پر اپنے اوقاتِ ثمینہ میں سے دو چار منٹ نکال کر میرے عریضے کو پڑھنے اور اس کے جواب کی زحمت برداشت کریں گے۔

مولانا حسین احمد صاحب قبلہ کے متعلق آپ کی نظم "عجم ہنوز نداند" اِلخ احسان میں چھپی۔ اور اس سے پہلے "احسان"، "زمیندار"، "انقلاب" میں ان کے خلاف متواتر پروپیگنڈا بھی کیا جاتا رہا۔ مَیں نے مولانا کو ایک نیاز نامہ میں اس نظم اور اس پروپیگنڈا کی طرف توجہ دلائی، اس کے جواب میں اُنھوں نے ازراہِ شفقت ایک مفصّل تحریر بھیجی، جس کے اہم اقتباسات ذیل میں درج ہیں:

"مَیں نے بعض ضرُوری مضامین کے بعد مُلک کی حالت، بیرُونی ممالک اور غیر اقوام نیز اندرُونِ مُلک میں آزادی کی ضرُورت کا تمہیدی مضمُون شروع کیا تو کہا کہ موجُودہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں، نسل یا مذہب سے نہیں بنتیں، دیکھو انگلستان کے بسنے والے، سب ایک قوم شمار کیے جاتے ہیں، حالانکہ ان میں یہُودی بھی ہیں، نصرانی بھی...،

پروٹسٹنٹ بھی ہیں، کیتھولک بھی، یہی حال امریکہ، فرانس، جاپان وغیرہ
کا ہے الخ جوکہ جلسہ درہم برہم کرنے کے لیے آئے تھے اور موقع چاہ
رہے تھے، انھوں نے شور مچانا شروع کیا، میں اس وقت یہ نہیں سمجھ سکا
کہ وجہ شور کی کیا ہے، جلسہ جاری رکھنے والے لوگ اور وہ چند آدمی
جوکہ شور و غوغا چاہتے تھے، سوال وجواب دیتے رہے اور چپ رہو
وغیرہ کے الفاظ سنائی دیئے، اگلے روز "الامان" وغیرہ میں چھپا کہ حسین احمد نے
تقریر میں کہا ہے کہ قومیت وطن سے ہوتی ہے، مذہب سے نہیں ہوتی
اور اس پر شور و غوغا ہوا۔ اس کے بعد اس میں اور دیگر اخباروں میں
سب و شتم چھاپا گیا، کلام کے ابتداء اور انتہا کو حذف کر دیا گیا تھا، اور
کوشش کی گئی تھی کہ عام مسلمانوں کو ورغلایا جائے، میں اس تحریف اور اتہام
کو دیکھ کر چپکا ہوگیا، تقریر کا بڑا حصہ "انصاری اور تیج" میں چھپا، مگر اس
کو کسی نے نہیں لیا۔ "الامان" اور "وحدت" سے "انقلاب" "زمیندار" نے
لے لیا، اور اپنے دلوں کی بھڑاس نکالی، ۸، یا ۹ جنوری کے "انصاری"
اور "تیج" کو ملاحظہ فرمائیے، میں نے ہرگز نہیں کہا کہ مذہب وملت کا دارو
مدار وطنیت پر ہے، یہ بالکل ہی افترا اور دجل ہے۔ "احسان" مورخہ
۳۱ جنوری کے صفحہ ۲ پر بھی میرا قول یہ نہیں بتایا گیا، بلکہ یہ کہا گیا کہ "قوم یا
قومیت کی اساس وطن پر ہوتی ہے"۔ اگرچہ یہ بھی غلط ہے، مگر یہ ضرور تسلیم
کیا گیا ہے کہ مذہب وملت کا مدار وطنیت پر ہونا، میں نے نہیں کہا تھا
شملہ کی چوٹیوں اور نئی دہلی سے تعلق رکھنے والے ایسا افترا اور اتہام
کرتے ہی رہتے ہیں، اس قسم کی تحریفیں اور سب وشتم ان کے فرائض

Marfat.com

منصبیہ میں سے ہیں ہی، مگر سر اقبال جیسے مہذب اور متین شخص کا، اُن کی صف میں آجانا، ضرور تعجب خیز امر ہے، ان سے میری خط و کتابت نہیں، مجھ جیسے ادنیٰ ترین ہندوستانی کا اُن کی عالی بارگاہ تک پہنچنا اگر محال نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ اگر غیر مناسب نہ ہو تو اُن کی عالی بارگاہ میں یہ شعر ضرور پہنچا دیجئے۔

هنيئًا مريئًا غير داء مخامر

لعزة من اعراضنا ما استحلت

افسوس کہ سمجھدار اشخاص اور آپ جیسے عالی خیال تو یہ جانتے ہیں کہ مخالفت کی بنا پر اخبار ہر قسم کی ناجائز اور ناسزا کارروائیاں کرتے رہتے ہیں، ان پر ہرگز اعتماد ایسے امور میں نہ کرنا چاہیئے اور سر اقبال موصوف جیسے عالی خیال اور حوصلہ مند مذہب میں ڈوبے ہوئے تجربہ کار شخص کو یہ خیال نہ آیا، نہ تحقیق کرنے کی طرف توجہ فرمائی۔ آیت اذا جاءکم فاسق بنبا فتبینوا الایۃ گویا ان کی نظر سے نہیں گزری

اگر میری تقریر کے سیاق و سباق کو حذف بھی کر دیا جائے اور عبارت میں تحریف کر کے حسب اعلان جریدہ "احسان" "قوم یا قومیت کی اساس وطن پر ہوتی ہے" بنائی جائے، تب بھی میں نے کب کہا کہ ملت یا دین کی اساس وطن پر ہے، اس کے علاوہ تقریر میں تو اسلامی تعلیم اور نظریئے کا ذکر بھی نہیں تھا"

یہ مولانا کی تقریر کے وہ اقتباس ہیں، جو میرے نزدیک ضروری تھے کہ آپ کی نظر سے گزر جائیں، جہاں تک میرا خیال ہے، مولانا کی پوزیشن صاف ہے اور آپ کی نظم کا

Marfat.com

اساس غلط پروپیگنڈے پر ہے۔ آپ کے نزدیک بھی اگر مولانا بے قصور رہوں، تو مہربانی فرماکر اپنی عالی ظرفی کی بنا پر اخبارات میں ان کی پوزیشن صاف فرمائیے، بصورت دیگر مجھے اپنے خیالات سے مطلع فرمائیے، تاکہ مولانا سے مزید تشفی کر لی جائے، ہمارے جیسے نیازمند جو دونوں حضرات کے عقیدت کیش ہیں، دوگونہ رنج و عذاب میں مبتلا ہیں۔ امید کہ باوجود عدیم الفرصتی کے ہمیں اس ورطۂ حیرانی سے نکالنے میں آیۂ رحمت ثابت ہوں گے۔

طالوت

Marfat.com

علّامہ اقبالؒ کا خط

جنابِ طالوت کے نام

۱۶ ر فروری ۱۹۳۸ء

جنابِ من !

مولانا حسین احمد صاحب کے معتقدین اور احباب کے بہت سے خطوط میرے پاس آئے، ان میں سے بعض میں تو اصل معاملہ کو بالکل نظرانداز کر دیا گیا ہے، مگر بعض نے معاملہ پر ٹھنڈے دل سے غور کیا ہے اور مولوی صاحب کے خط کے اقتباسات درج ہیں، اس واسطے میں نے آپ ہی کے خط کو جواب کے لیے انتخاب کیا ہے، جو اب انشاءاللہ، اخبار "احسان" میں شائع ہوگا، میں فرداً فرداً علالت کی وجہ سے خط لکھنے سے قاصر ہوں، فقط

مخلص

محمد اقبال

Marfat.com

علامہ اقبال کا دُوسرا خط

حضرت طالوت کے نام

۱۰ فروری ۱۹۳۸ء

جنابِ من ! سلام مسنون

مَیں حسبِ وعدہ آپ کے خط کا جواب "احسان" میں لکھوانے کو تھا کہ میرے ذہن میں ایک بات آئی جس کو گوش گزار کر دینا ضرُوری ہے۔ امید ہے کہ آپ مولوی صاحب کو خط لکھنے کی زحمت گوارا فرما کر اِس بات کو صاف کر دیں گے، جو اقتباسات آپ نے ان کے خط سے درج کئے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے فرمایا کہ آج کل قومیں اوطان سے بنتی ہیں، اگر اُن کا مقصود ان الفاظ سے صرف ایک امرِ واقعہ کو بیان کرنا ہے، تو اس پر کسی کو اعتراض نہیں ہو سکتا، کیونکہ فرنگی سیاست کا نظریہ ایشیا میں بھی مقبول ہو رہا ہے۔ البتہ اگر اُن کا یہ مقصد تھا کہ ہندی مسلمان بھی اس نظریئے کو قبول کر لیں، تو پھر بحث کی گنجائش باقی رہ جاتی ہے، کیونکہ کسی نظریئے کو اختیار کرنے سے پہلے یہ دیکھ لینا ضرُوری ہے کہ آیا وُہ اسلام کے مطابق ہے یا منافی۔ اس خیال سے کہ بحث تلخ اور طویل نہ ہونے پائے، اس بات کا صاف ہو جانا ضروری ہے کہ مولانا کا مقصود ان الفاظ سے کیا تھا۔ ان کا جو جواب آئے، وُہ آپ مجھے روانہ کر دیجئے، مولوی صاحب کو میری طرف سے یقین دلایئے کہ مَیں اُن کے احترام میں کسی اور مسلمان سے پیچھے نہیں ہُوں، البتہ اگر

Marfat.com

مذکورہ بالا ان کا مقصد وُہی ہے جو مَیں نے اُوپر لکھا ہے، تو مَیں اُن
کے مشورے کو اپنے ایمان اور دیانت کی رُو سے اسلام کی رُوح
اور اس کے اساسی اصُولوں کے خلاف جانتا ہوُں، میرے نزدیک
ایسا مشورہ مولوی صاحب کے شایانِ شان نہیں، اور مسلمانانِ ہند کی
گمُراہی کا باعث ہوگا، اگر مولوی صاحب نے میری تحریروں کو پڑھنے
کی کبھی تکلیف گوارا فرمائی ہے تو اُنھیں معلُوم ہوگیا ہوگا کہ مَیں نے اپنی عمُر
کا نصف اسلامی قومیت اور ملّت کے اسلامی نقطۂ نظر کی تشریح و توضیح
میں گزُارا ہے، محض اِس وَجہ سے کہ مجُھ کو ایشیا کے لیے اور خصُوصًا
اسلام کے لیے فرنگی سیاست کا یہ نظریہ ایک خطرۂ عظیم محسُوس ہوتا تھا۔
کسی سیاسی جماعت کا پروپیگنڈا کرنا نہ میرا اس سے پہلے مقصد تھا، نہ
آج مقصُود ہے، بلکہ وُہ شخص جو دین کو سیاسی پروپیگنڈے کا پردا
بناتا ہے۔ میرے نزدیک لعنتی ہے۔

مخلص

محمّد اقبال

Marfat.com

مولانا حسین احمد صاحب کا دُوسرا خط

حضرت طالُوت کے نام

محترم المقام : زید مجدکم ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج شریف!

والا نامہ مجھ کو کلکتہ میں کل ۲۴ ذی الحجہ کو ملا، مَیں دیوبند سے ۱۱ ذی الحجہ کو ہری پور کے لیے رَوانہ ہو گیا تھا۔ اُدھر سے بمبئی ہوتا ہوا کلکتہ آیا ہوں، اس وقت مجھ کو بنگال اور آسام کے متعدد جلسوں میں شریک ہونا ہے، انشاء اللہ ہفتہ عشرہ کے بعد دیوبند پہنچوں گا مَیں نے جب عریضہ لکھا تھا تو بعض احباب نے اصرار کیا تھا کہ چونکہ جگہ جگہ پروپیگنڈہ کیا گیا ہے اور ہر طرف سے خطوط آرہے ہیں۔ نیز بذریعہ مدینہ بجنور وغیرہ مجھ سے استفسار کیا ہے، بنا بریں لازم ہے کہ اس خط کی نقل شائع کر دی جائے، مَیں نے اُن کے اصرار پر اجازت دے دی تھی، چنانچہ آپ کے پاس عریضہ رَوانہ کر دینے کے بعد اُنھوں نے اس کی نقلیں "مدینہ"، "الجمعیتہ"، "انصاری"، "ہند جدید"، "ترجمان سرحد"، "پاسبان"، "اجمل" وغیرہ کو بھیج دیں، وہ شائع ہو گئی ہیں۔ بنا بریں عرض ہے کہ جناب کا اس عریضے کو سر اقبال صاحب کی خدمت میں بھیجنے کے متعلق استفسار فرمانا اب غیر ضروری ہے، اور اس میں کوئی پرائیویٹ مضمون تھا بھی نہیں، اگر ان کو ان اخباروں کے مضامین نہ پہنچے ہوں اور غالبًا نہ پہنچے ہوں گے، کیونکہ بڑے حضرات، اُردو کے اخبار اور بالخصوص قومی اخبار ملاحظہ نہیں فرماتے ہیں، تو ضرور بھیج دیجیے، میرے محترم سرموصوف کا ارشاد ہے کہ اگر بیان واقعہ مقصود تھا تو اس میں کوئی کلام نہیں، اگر مشورہ مقصود ہے تو خلافِ دیانت ہے، اس لیے مَیں خیال کرتا ہوں کہ

Marfat.com

پھر الفاظ پر غور کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ تقریر کے لاحق و سابق پر نظر ڈالی جائے
مَیں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ زمانے میں قومیتیں اوطان سے بنتی ہیں، یہ اس زمانے کی
جاری ہونے والی نظریت اور ذہنیت کی خبر ہے، یہاں یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ تم کو ایسا
کرنا چاہیئے، خبر ہے انشا نہیں ہے، کسی ناقل نے مشورہ کو ذکر بھی نہیں کیا، نہ امر اور
انشا کا لفظ ذکر کیا ہے، پھر اس مشورۃ کو نکال لینا کس قدر غلطی ہے اور واقعہ اصلی یہ تھا
کہ مَیں تقریر میں ان امور کو گنوا رہا ہے، جو کہ ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں کو انگریزوں
سے ہندوستان میں پہنچے ہیں، ان میں سے پہلی چیز ذکر میں ذلّت آئی تھی کہ تمام دُنیا میں
اس زمانے میں ہم ذلیل شمار کئے جاتے ہیں، کیونکہ ساری دُنیا کا خیال ہے کہ ہندوستانی
(ہندوستان کے باشندے) ایک قوم ہیں اور وُہ سب کے سب غلام ہیں اور غلام ذلیل و
خوار ہوتا ہی ہے، اس لیے ہم بیرونِ ممالک میں نہایت ذلیل دیکھے جاتے ہیں، وَہاں کے
لوگ ہندو، مسلمان، سکھ، پارسی، یہودی وغیرہ کا مذہبی یا نسلی یا صنعتی فرق نہیں دیکھتے ہیں اور
سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ہندوستانیوں کے متعلق نٹال
ٹرنسوال، کیپ، کالونی، مارلیشش، زنجبار، نیروبی، کینیا، فیجی، آسٹریلیا، کنیڈا، امریکہ وغیرہ
نہایت شرمناک اور ذلیل ترین قوانین اپنے یہاں بناتے ہیں اور ہندوستانی باشندوں کو
شہری حقوق سے محرُوم کرتے ہیں اور ہم کوئی امداد وَہاں کے ہندوستانی باشندوں کی نہیں
کر سکتے، کیا ایسا وُہ جاپان یا چین یا اطالین یا انگلینڈ یا ڈچ وغیرہ آزاد قوموں کے ساتھ
کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے مسلمان بھائیوں کے متعلق جو کہ فلسطین، یا سیریا، یا مصر، یا
عراق، طرابلس یا الجیریا وغیرہ میں موجود ہیں، آوازیں اُٹھاتے ہیں، مگر کوئی یورپین طاقت
ہماری آواز کی طرف رُخ نہیں کرتی اور نہ متاثر ہوتی ہے۔ اس کی وَجہ یہی ذلّت ہے۔
خود برطانیہ کے مقابل، ہم اس کے کھُلے ہوئے مظالم پر جو کہ ہندوستان اور سرحد وغیرہ

Marfat.com

میں ہو رہے ہیں، پروٹسٹ کرتے ہیں مگر وہ بھی کان نہیں دھرتی، ہم بیرون ممالک میں دیگر اقوام کے سامنے اسی غلامی کی وجہ سے ہندوستانی قوم کو تذلیل کرتے ہوئے بار ہا مشاہدہ کر چکے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ دوسری چیز میں نے ذکر کی تھی، بزدلی اور جبن" امور جنگ سے ناواقفیت اور اس کو واضح طور سے ثابت کیا تھا، تیسری چیز نفاق۔ چوتھی چیز فقر و فاقہ، پانچویں چیز جہل، چھٹی چیز کسل اور سستی، ساتویں چیز بدعقلی، آٹھویں بیکاری وغیرہ وغیرہ مسلمانوں کے لیے خصوصی دارالاسلام کا دارالحرب ہو جانا، عالمِ اسلامی کا اس غلامی کی وجہ سے برباد ہونا، مذہبی امور کا غارت ہونا وغیرہ۔ یہاں کوئی مشورہ بجز اس کے نہیں ذکر کیا گیا تھا کہ اشد ضروری ہے کہ جلد از جلد انتہائی کوشش کر کے ہندوستان کو آزاد کرائیں اگر اس مشورہ کو خلافِ دین و امانت شمار کیا جاتا ہے، تو میں باعلان کہتا ہوں کہ میں اسی کو فرض سمجھتا ہوں۔

فذلك ذنب لست منه اتوب

دنیا ادھر سے اُدھر ہو جائے، اس مشورے کو دونگا اور میرا اعتقاد ہے کہ اس میں تقصیر کرنا مسلمان کے لیے حرام ہے، اپنی طاقت کے مطابق اس میں حصہ لینا ضروری ہے۔ باقی رہا، ملتِ اسلامی کا بلا انصاب، بلا الوان، بلا اوطان، بلا صنائع وغیرہ متحد ہونا اور کرنا تو یہ دوسرا امر ہے، اس کو بھی ہم جانتے ہیں، ہماری گھٹی میں پڑا ہے، اس کی بنا پر ہم مالٹا میں قید رہے، ہم نے کراچی کا جیل کاٹا اور سینکڑوں مصائب اٹھائے اور بچپن سے اس کی تعلیم پائی، قرآن کی آیات، احادیثِ صحیحہ اور روایات آج نہ سطور میں بلکہ صدر میں موجود ہیں، جن کو بار ہا منابر پر مجامع میں ہم پڑھتے اور اس کا وعظ سناتے ہیں، کوئی تو صرف اس کا قوال ہی ہوگا، ہم قوال اور فعال دونوں ہیں، قوم کی بے حسی اور کمزوری کی وجہ سے اس حالت میں پڑے ہوئے ہیں، پھر کس قدر تعجب خیز امر

Marfat.com

ہے کہ قوم اور ملت اور دین کو ایک قرار دیا گیا۔ میں فرق کو نقل کر چکا ہوں، اگر خلاف لغت سر صاحب موصوف کا نظریہ دونوں کے اتحاد وغیرہ کا ہے، تو ان کو اپنے نظریئے کے مخالف کو ایسے ناشائستہ الفاظ کہنے کا کیا حق تھا، بہرحال

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی

جوابِ تلخ مے زیبد لبِ لعل شکر خارا

میرے محترم، ہم تو ایسی سب وشتم کے عادی ہو گئے ہیں، سُن کر کچھ تغیر نہیں ہوتا۔

رنج کا عادی ہوا انساں، تو مٹ جاتا ہے رنج

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پہ کہ آساں ہو گئیں

مُسلم لیگ کی شرمناک کارروائیاں مشاہدہ کرنے کے بعد جب میں علیحدہ ہوا ہوں ہر قسم کے سب وشتم کا بہ نسبت سابق زیادہ نشانہ بنا ہوں، وہ کون سے الفاظ و معاملات ہیں، جو نہیں کئے گئے، سر صاحب موصوف تو جب بھی غیر ہیں، یہاں اپنے ہی کیا کمی کر رہے ہیں، والسلام دعوت صالحہ سے فراموش نہ فرمائیں، اس وقت میں نے یہ عریضہ اسٹیمر میں گوالنڈو اور چاندپور کے درمیان میں لکھا ہے، تاخیر پر مواخذہ نہ فرمائیں اگر مناسب سمجھیں، تو میرے عریضے کی نقل "احسان" کو بھیجدیں، شاید وہ شائع کر دے اور جب کہ اس نے سر موصوف کا مقالہ ابتدا میں شائع کیا ہے، تو اس کا فریضہ ہے کہ اس کو بھی شائع کر دے اور اگر آپ مناسب سمجھیں، تو اس عریضہ کو بھی شائع فرما دیں یا سر موصوف کی خدمت میں بھیجدیں۔

۲۵، ذی الحجہ

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

S8833

Marfat.com

علامہ اقبال کا تردیدی بیان

جو

روزنامہ "احسان" ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا۔

"میں نے مسلمانوں کو وطنی قومیت قبول کرنیکا مشورہ نہیں دیا" (مولانا حسین احمد مدنی کا بیان)

"مجھے اس اعتراف کے بعد ان پر اعتراض کا کوئی حق نہیں رہتا" (علامہ اقبال کا مکتوب)

قومیت و وطنیت کے سلسلے میں ایک علمی بحث کا خوشگوار خاتمہ

جناب ایڈیٹر صاحب "احسان" لاہور السلام علیکم

میں نے جو تبصرہ مولانا حسین احمد صاحب کے بیان پر شائع کیا ہے اور جو آپ کے اخبار میں شائع ہو چکا ہے، اس میں اس امر کی تصریح کر دی تھی کہ اگر مولانا کا یہ ارشاد کہ "زمانہ حال میں اقوام اوطان سے بنتی ہیں۔ محض بر سبیلِ تذکرہ ہے، تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں اور اگر مولانا نے مسلمانانِ ہند کو یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ جدید نظریہ وطنیت کا اختیار کریں تو دینی پہلو سے اس پر مجھ کو اعتراض ہے، مولوی صاحب کے اس بیان میں جو اخبار انصاری میں شائع ہوا، مندرجہ ذیل الفاظ ہیں۔

"لہٰذا اشد ضرورت ہے کہ تمام باشندگانِ ملک کو منظم کیا جائے اور اُن کو ایک ہی رشتہ میں منسلک کر کے کامیابی کے میدان میں گامزن بنایا جائے، ہندوستان کے مختلف عناصر اور متفرق ملل کیلئے کوئی رشتہ اتحاد بجز متحدہ قومیت اور کوئی رشتہ نہیں جسکی اساس محض یہی ہو سکتی ہے، اس کے علاوہ اور کوئی دوسری چیز نہیں ہے۔"

ان الفاظ سے تو میں نے یہی سمجھا کہ مولوی صاحب نے مسلمانانِ ہندوستان کو مشورہ دیا ہے۔

Marfat.com

اسی بنا پر مَیں نے وُہ مضموُن لکھا جو اخبارؔ احسان" میں شائع ہوُا ہے، لیکن بعد میں مولوی صاحب کا ایک خط" طالوت "صاحب کے نام آیا، جس کی ایک نقل انھوں نے مجھ کو بھی ارسال کی ہے۔ اس خط میں مولانا ارشاد فرماتے ہیں۔

"میرے محترم سر صاحب کا ارشاد ہے کہ اگر بیان واقعہ مقصوُد تھا، تو اس میں کوئی کلام نہیں، اگر مشورہ مقصوُد ہے تو وُہ خلاف دیانت ہے، اس لیے میں خیال کرتا ہوُں کہ پھر الفاظ پر غور کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ تقریر کے لاحق و سباق پر نظر ڈالی جائے، مَیں عرض کر رہا تھا کہ موجوُدہ زمانے میں قومیں اوطان سے بنتی ہیں:" یہ اس زمانے کی جاری ہونے والی نظریّت اور ذہنیت کی خبر ہے۔ یہاں یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ ہم کو ایسا کرنا چاہیئے، خبر ہے" منشا نہیں ہے کسی ناقل نے مشورہ کو ذکر بھی نہیں۔ پھر اس مشورے کو نکال لینا کس قدر غلطی ہے۔"

خط کے مندرجہ بالا اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ مولانا اس بات سے صاف انکار کرتے ہیں کہ انھوں نے مسلمانانِ ہند کو جدید نظریۂ قومیّت اختیار کرنے کا مشورہ دیا لہٰذا مَیں اس بات کا اعلان ضرُوری سمجھتا ہوُں کہ مجھ کو مولانا کے اس اعتراف کے بعد کسی قسم کا کوئی حق اُن پر اعتراض کرنے کا نہیں رہتا، مَیں مولانا کے ان عقیدتمندوں کے جوشِ عقیدت کی قدر کرتا ہوُں، جنھوں نے ایک دینی اَمر کے توضیح کے صلہ میں پرائیویٹ خطوط اور پبلک تحریروں میں گالیاں دیں، خدا تعالیٰ ان کو مولانا کی صُحبت سے زیادہ مستفید کرے، نیز ان کو یقین دلاتا ہوُں کہ مولانا کی حمیت دینی کے احترام میں مَیں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوُں۔"

محمّد اقبال

Marfat.com

مُتّحدہ قومیّت

اور

اِسلام

حضرت مولانا سید حُسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com
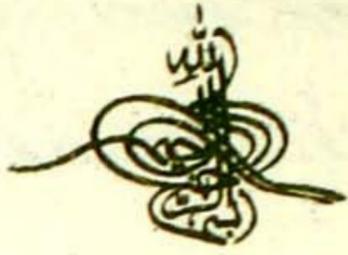
احمدہٗ واصلّی علیٰ رسُولہ الکریم : قومیّت اور وطنیّت اور ڈاکٹر سر اقبال مرحوم کے اشعار کے متعلق احباب کے تقاضوں اور استفسارات کی بنا پر مَیں نے اوائل ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ میں ایک مفصل بیان شائع کر دیا تھا۔ اس کے بعد ۱۱ ذی الحجہ کو مجھے سورت، ہری پورہ کاوی، بنگال آسام وغیرہ کا سفر پیش آگیا۔ اس سفر میں ایک ماہ سے کچھ زیادہ صرف ہوگیا۔ اور چونکہ ایک جگہ قیام کرنے کے اسباب بہت کم تھے، اسلیئے اخباروں کو دیکھنے کی نوبت نہایت کم آئی۔ میرا خیال تھا کہ جو غلط فہمی خود غرض اور برطانیہ پرست اخباروں اور اشخاص نے پھیلائی تھی، وہ اظہارِ واقعات سے دُور ہو جائے گی۔ مگر جب میں ۱۵ محرم سنہ ۱۳۵۷ھ کو دیوبند واپس ہوا اور اس مدت کے اخباروں کو دیکھنے کی نوبت آئی، تو معلوم ہوا کہ اگرچہ بحیثیت واقعہ بہت سے اشخاص سے غلط فہمی کا ازالہ ہو چکا ہے اور ان برطانیہ پرست اخباروں کی افترا پردازی اور جھوٹے پروپیگنڈے کا پردہ اُٹھ گیا ہے۔ مگر بحیثیت مشورہ و مطالبۂ قومیت متحدہ سے اُلجھنیں بڑھ گئی ہیں۔ جناب مدیرِ احسان اور جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم کے بیاناتِ مفصّلہ نظر سے گزرے اور بہت سے احباب کے خطوط جمع شدہ ڈاک میں دستیاب ہوئے، جن میں تقاضا تھا کہ ان بیاناتِ مذکورہ کے متعلق اظہارِ

رائے کیا جائے۔ نیز بہت سے احباب نے زبانی بھی تقاضا شدید کیا، چونکہ میں عدیم الفرصت بہت زیادہ ہوں۔ نیز تحریر کی عادت بھی نہیں، اس لیے اس امر میں متحیر تھا کہ مجھ کو کیا کرنا چاہیئے۔ آیا لکھنا اور اظہارِ رائے کرنا بہتر ہے یا سکوت ہی انسب ہے۔ ناگاہ جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم کا آخری بیان جس میں مرحوم نے اس بحث کے ختم کر دینے کا اعلان فرمایا ہے، نظر سے گزرا۔

"حسین احمد نے اپنے بعض احباب کے خط میں اقرار کیا ہے کہ میرا مقصد دہلی کے بیان میں اخبار تھا، انشار نہ تھا۔ یعنی یہ مقصد تھا کہ فی زمانہ لوگ وطنیت کو قومیت کا ذریعہ بناتے ہیں۔ اس کی خبر دیجائے اور یہ امر واقعی ہے کہ یورپین اقوام اور ان کے فلاسفر عرصہ سے اسی پر گامزن ہیں۔ اس لیے میں اس بحث کو ختم کرتا ہوں (مختصراً)

اس بیان سے اگرچہ دہلی کی تقریر کے متعلق ہیجان رفع ہو گیا، مگر نفس مسئلہ اور اس کے لیے اس جدّوجہد اور عملی جامہ پہنانے کی سعی کے متعلق جو کہ میرا نہ صرف مشورہ ہی ہے۔ بلکہ میں موجودہ احوال و ادوار میں ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ضروری سمجھتا ہوں۔ ہیجان اور بڑھ گیا۔ میں نے ۹ ذی الحجّہ کے بیان میں اس کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ اگرچہ دہلی کی تقریر اس کی ترغیب بالکل نہ تھی۔ اس لیے ضروری معلوم ہوا کہ اس کے متعلق اپنی ناچیز رائے ملک کے سامنے پیش کروں اور ان غلطیوں کا ازالہ کر دوں جو اس قسم کی قومیت متحدہ سے ممانعت اور اس کو خلافِ دیانت قرار دینے کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ یا شائع کی جا رہی ہیں۔ کانگریس ۱۸۸۵ء سے اہلِ ہندوستان سے بنا بر وطنیت اس اتحادِ قومی کا مطالبہ کرتی ہوئی بیش از بیش جدّوجہد عمل میں لا رہی ہے، اور اس کی مقابل و مخالف قومیں اس کے غیر قابلِ قبول ہونے، بلکہ ناجائز اور حرام ہونے کی انتہائی کوشش عمل میں لا رہی

Marfat.com

ہیں یقیناً برٹش شہنشاہیت کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی چیز خطرناک نہیں ہے۔ یہ چیز میدان میں آج سے نہیں، بلکہ تقریباً ۱۸۸۷ء یا اس سے پہلے سے لائی گئی ہے اور مختلف عنوانوں سے اس کی وحی ہندوستانیوں کے دل و دماغ پر عمل میں لائی جاتی ہے۔

میں چاہتا تھا کہ ماہ محرم کے آخر تک اس بیان کو ملک کے سامنے پیش کردوں مگر افسوس کہ انتہائی عدیم الفرصتی اور پے در پے واقعات نے مجھ کو قدم قدم پر کامیابی سے روکا۔ میں نے لکھنا انھیں ایام میں شروع کر دیا تھا۔ مگر واقعات نے اتمام کی راہ میں بار بار روڑے اٹکائے۔ بالآخر جب کہ میں قومیت کی لفظی بحث کے اختتام پر پہنچ کر مقصدِ اصلی سے نقاب اٹھانا چاہتا تھا۔ ناگاہ جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم و مغفور کے وصال کی خبر شائع ہوگئی۔ اس ناساز اور دل گداز خبر نے خرمنِ خیالات و عزائم افکار پر صاعقہ کا کام کیا۔ طبیعت بالکل بجھ گئی اور عزائم فسخ ہوگئے۔ تحریر شدہ اوراق کو طاقِ نسیاں کے سپرد کر دینا ہی انسب معلوم ہوا۔ اگرچہ اس کے بعد بھی احباب کے تقاضے پریشان کر رہے تھے، لیکن طبیعت اس قدر بجھ گئی تھی کہ ابھرنے پر نہ آتی تھی۔

توڑ بیٹھے جب کہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا
آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے

مگر جب بہت سے اشخاص و مکاتیب سے معلوم ہوا کہ ان تمام تحریروں کو لوگ رسالے کی صورت میں جمع کرنا چاہتے ہیں، پے در پے اس کی خبریں اطراف و جوانب سے آئیں، تو ضروری معلوم ہوا کہ میں اپنی معلومات اور خیالات کو ضرور بالضرور ملک کے سامنے پیش کردوں۔ اگرچہ بہت سے ان لوگوں سے جن کو برطانیہ سے گہرا تعلق ہے۔ یا جن کے دماغ اور قلب برطانوی مدبرین کے سحر سے ماؤف ہو چکے ہیں۔ امید نہیں ہے کہ وہ اس کو قبول کریں گے، مگر امید ہے کہ بہت سے وہ دماغ اور دل جو کہ راہِ حق کے متلاشی ہیں، یا جو کہ

Marfat.com

شکوک و اوہام کا شکار ہوگئے ہیں لیکن حقیقت کے واضح ہونے پر اُن کے سالم اور صحیح قلوب راہِ راست پر آجائیں گے۔ ضرور بالضرور مستفید ہوں گے۔ بنا بریں مجھ کو اس عرضداشت کے پیش کرنے کی نوبت آئی۔ اگرچہ اکثر مقامات پر ابحاث کو کلیات کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ مگر دراصل اُن کا تعلق جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم کے مفصل بیان اور جناب مدیر اُحسان کی تحریر سے ہے۔ یہ اَمر یقینی اور غیر قابلِ انکار ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب کی ہستی کوئی معمولی ہستی نہ تھی۔ اور اُن کے کمالات بھی غیر معمولی تھے، وُہ آسمانِ حکمت و فلسفہ، شعر و سخن، تحریر و تقریر، دل و دماغ اور دیگر کمالات علمیہ و عملیہ کے درخشندہ آفتاب تھے۔ مگر باوجود کمالاتِ گوناگوں، ساحرینِ برطانیہ کے سحر میں مُبتلا ہو جانا یا بعض غلطیوں میں پڑ جانا اور کسی ابجد خواں طالب علم کا اس سے محفوظ رہنا کوئی تعجب خیز بات نہیں۔ ؎

گاہ باشد کہ کودک ناداں
بغلط بر ہدف زند تیرے

دہلی کی تقریر کا اصل واقعہ اور قومیّتِ مُتّحدہ کا خبر دینا

جس طرح جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم کو میرے بعض احباب کے خطوط کے جواب سے معلوم ہوا۔ دہلی کی تقریر میں مشورہ دینا مقصود نہ تھا اور نہ کوئی لفظ اس کا ذکر کیا گیا تھا۔ مَیں اس تقریر میں اُن نقصاناتِ عظیمہ کو بیان کر رہا تھا، جو کہ انگریزی حکومت سے تمام ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں کو پہنچے ہیں۔ ان ہی میں سے یہ اَمر بھی ہے کہ چونکہ فی زمانہ قومیں اوطان سے بنتی ہیں۔ اس لیے تمام باشندگانِ ہند، خواہ مسلمان ہوں یا ہندو، سکھ ہوں یا پارسی، بیرونی تمام مُلکوں میں نہایت ذلیل شمار ہوتے ہیں۔ ان کی عزت اور قوت ایک غلام کی عزت سے زیادہ نہیں ہے۔ نہایت حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اور اُن کی باتوں

Marfat.com

اور..... مطالبات کو کوئی وقعت نہیں دی جاتی۔ اس وطن کے رہنے والے کی حیثیت سے سب ایک ہی قوم شمار ہوتے ہیں۔ بیرونِ ہند دیگر ممالک میں ہندوستانیوں کو شہری ہی نہیں، بلکہ انسانی حقوق سے محروم کیا جارہا ہے اور کسی قسم کا پروٹسٹ وغیرہ مؤثر نہیں ہوتا۔ یہ صرف غلامی کا اثر ہے۔ برطانیہ کے ازلی وفاداروں کو کب ایسی بات کا تحمّل ہوسکتا تھا۔ اُنھوں نے رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ بہرحال شاید اسی میں کچھ خیر ہو۔ اس حیثیت سے یقیناً بحث کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ مگر دُوسری حیثیت سے کہ جناب ڈاکٹر صاحب موصُوف مُسلمانانِ ہند کو قومیتِ متّحدہ کا مشورہ دینا خلاف دیانت سمجھتے ہیں اور یہ اَمر چونکہ میرے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ اس لیے مجھ کو کچھ عرض کرنا ضرُوری ہے۔ اس کے ضمن میں اور بھی چند ضرُوری گزارشات ہوں گی، جن کا گزشتہ بیان میں اشارہ تھا۔ یا جن کی نسبت دُوسرے حضرات کی تحریروں میں مطالبہ ہوا تھا۔

الفاظِ قرآنیہ اور کلماتِ حدیثہ کا حل

صرف لُغتِ عربی سے ہوگا

پیغمبروں کو جناب باری عزاسمہ نے کسی نئی لُغت کے بنانے کے لیے نہیں بھیجا البتہ جن کی طرف بھیجے گئے، ان کے غلط دستور العمل کے خلاف نئے اصلاحی دستور العمل کو ضرور بنوایا اُنھوں نے آکر اپنی اپنی قوموں کو اسی زبان میں مخاطب بنایا، جس کو ان کی قومیں دن اور رات استعمال کرتی تھیں۔

اوّل کی دلیل:

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ (پ ۱۳ ع ۱۳) (ہم نے نہیں بھیجا کوئی رسُول۔ مگر اُس کی قوم کی زبان میں)

Marfat.com

يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ۔ (پ ۶ ع ۳)	اے لوگو! یہ رسُول تمہارے پاس تمہارے پروردگار سے حق لے کر آیا ہے۔ پس ایمان لاؤ۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔
اتیتکم بالحنیفیۃ السمحۃ البیضاء لیلہا ونہارہا سواءٌ (وغیرہ احادیث ہیں)	میں تمہارے پاس ایسی سہل مفید حنفی ملت لے کر آیا ہوں جس کے رات اور دن برابر ہیں۔

لہٰذا تمام مخاطبات خداوندی اور مکالمات رسل کو ان ہی کی لغات میں تلاش کرنا ضُروری ہوگا۔ ان ہی کے تفاہم پر اُن کو عمل کرنا پڑے گا۔ کوئی نئے معنی نکالنے جو کہ اس زمانے کی قوم کی بول چال میں نہ پائے جاتے ہوں سخت غلطی ہوگی۔ شریعت کا بعض الفاظ میں کوئی قید وغیرہ زیادہ کر دینا، اس کے خلاف نہیں ہے) اسی بنا پر ہم نے قوم اور ملّت کے معنی میں عربی لغات سے مختصراً کچھ نقل کر دیا تھا اور پھر اجمالاً عرض کر دیا تھا کہ آیات و احادیث کو ٹٹولیے، مگر چونکہ اس پر اکتفا نہیں کیا گیا، اس لیے مزید تفصیل عرض کرتا ہوں۔

مختار الصحاح میں ہے (باب اللام فصل المیم والنون) والملۃ الدین الشرعیۃ اور باب المیم فصل القاف میں ہے۔

القوم الرجال دُون النساء لا واحد له من لفظه قال زهیر ۔ وما ادری ولست اخال ادری اقوم آل حصن ام نساءٌ	ملّت دین اور شریعت ہے اور باب المیم فصل قاف میں ہے کہ مردوں پر بدوں عورتوں کے بولا جاتا ہے، اس کے لفظ میں سے مفرد نہیں ہے۔ زہیر کہتا ہے: مَیں نہیں جانتا اور نہیں خیال

کرتا ہوں کہ جانوں گا کہ آیا حصن کی اولاد قوم ہیں یا عورتیں۔

Marfat.com

وقال اللہ تعالیٰ :- لا	اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کوئی قوم دُوسری قوم سے
یسخر قوم من قوم ثم قال	استہزاء اور مذاق نہ کرے اور نہ عورتیں عورتوں
ولا نساء من نساء وربما	سے استہزاء کریں اور کبھی عورتیں لفظ قوم میں
دخل النساء فیہ علی سبیل التبع	بطور تبعیت داخل ہو جاتی ہیں کیونکہ ہر نبی کی قوم
لان قوم کلّ نبی رجال ونساء	مرد اور عورت دونوں ہی ہیں۔

قاموس رباب اللام فصل المیم (میں ہے) - بالکسر الشریعۃ او الدین - شرح قاموس تاج العروس للزبیدی میں ہے۔

والملّۃ بالکسر الشریعۃ او الدّین	قاموس میں ہے باب اللام فصل المیم او رملّۃ میم
کملۃ الاسلام والنصرانیۃ والیھودیّۃ	کے کسرے سے شریعۃ یا دین ہے۔ جیسے
وقیل ھی معظم الدّین وجملہ ما یجیئ	کہتے ہیں، ملّت اسلام اور ملّت نصرانیت اور
بہ الرّسل وکلام المصنف یشیر	ملّت یہودیّت۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ ملّت،
الی ترادف الثلثۃ، وقال الرّاغب	دین کے بڑے حصّے کو کہا جاتا ہے اور رسُول کی
الملّۃ اسم لما شرعہ اللہ تعالیٰ لعبادہٖ	تمام لائی ہوئی چیزوں کو بھی ملّت کہا جاتا ہے اور
علی لسان انبیائہ لیتوصّلوا بہ الیٰ	مصنّف کا کلام اشارہ کرتا ہے کہ تینوں مترادف
جوارہ والفرق بینھا وبین الدّین	ہیں۔ ملّت، دین، اور شریعت۔ راغب نے کہا
ان الملّۃ لا تضاف الا لنبیّ الّذی	ہے کہ ملّت نام ہے اس چیز کا، جس کو اللہ تعالےٰ
یستند الیہ ولا تکاد توجد مضافۃ الی	نے اپنے بندوں کے لیے اپنے پیغمبروں کی زبان پر
اللہ تعالیٰ ولا الی احاد الامّۃ ولا	مشروع کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے اللہ تعالےٰ
تستعمل الا فی جملۃ الشرائع دون احادھا	کا قرُب اور جوار حاصل کر سکیں اور ملّت اور

دین میں فرق یہ ہے کہ ملّت اضافۃ نہیں کیا جاتا، مگر اس نبی کی طرف جس کی طرف اس کا استناد ہے اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف یا احاد اُمت کی طرف نسبت کیا ہوا نہیں پایا جاتا اور ملت مجموعہ شریعت کے اندر استعمال کیا جاتا ہے۔ احاد شریعت میں نہیں۔

وقال ابو اسحٰق : الملّۃ فی اللغۃ السنّۃ والطریقۃ ومن ہذا اخذ الملّۃ ای الموضع الذی یُختَبزُ فیہ الی اخرہ ــ وفی الاساس ومن المجاز الطریق المسلوکۃ ومنہ ملّۃ ابراہیم علیہ السلام خیر الملل

ابو اسحاق نے کہا کہ لفظِ ملت لغت میں سُنّت اور طریقہ ہے اور اسی سے ملت بنایا گیا ہے۔ یعنی وہ جگہ جہاں روٹی کھائی جاتی ہے اور اساس میں ہے کہ مجاز میں سے طریقۂ مسلوکہ کو ملت کہنا اور اسی میں سے ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ملتِ ابراہیم علیہ السلام خیر ملل ہے۔

اور قاموس باب المیم فصل القاف میں ہے:

القوم الجماعۃ من الرجال والنساء معًا او الرجال خاصۃ او تدخلہ النساء علی التبعیۃ

قوم مردوں اور عورتوں سب کی جماعت ہے یا صرف مردوں کی، اور عورتیں اس میں تبعیت کے ساتھ داخل ہوتی ہیں۔

تاج العروس شرح قاموس میں ہے:

القوم الجماعۃ من الرجال والنساء معًا لان قوم کل رجل شیعتہ وعشیرتہ او الرجال خاصۃ دون النساء لا واحد لہ من لفظہ قال الجوہری ومنہ قولہ تعالیٰ لا یسخر قوم من قوم ثم قال ولا نساء من نساء ای فلو کانت النساء من القوم لم یقل ولا نساء من نساء۔ قال زہیر

قوم عورتوں اور مردوں سب کی جماعت کو کہتے ہیں، کیونکہ ہر شخص کی قوم اس کی تابعدار ہے، یا صرف مردوں کو بغیر عورتوں کے کہتے ہیں۔ نہ اس لفظ کا مفرد اس کے الفاظ میں سے ہے۔ جوہری نے کہا کہ اس دوسرے معنے کے بنا پر قرآن شریف میں فرمایا گیا کہ کوئی قوم دوسری قوم سے مسخرہ پن نہ کرے۔ پھر کہا گیا کہ کوئی عورتوں کی جماعت

Marfat.com

وما ادری وسوف اخال ادری
اقوم آل حصن ام نساءٌ
ومن الحدیث فلیسبح القوم ولتصفق النساء وقال ابن الاثیر القوم فی الاصل مصدر قام ثم غلب علی الرجال دون النساء ولذلك قوامون علی النساء بالامور التی لیس للنساء ان یقمن بها وروی عن ابی العباس النفر والقوم الرھط ھؤلاء معناھم الجمع لا واحد لھم من لفظھم للرجال دون النساء او تدخل النساء علی سبیل التبعیۃ لان قوم کل نبی رجال ونساء قال الجوھری یذکر ویونث لان اسماء الجموع اللتی لا واحد لھا من لفظھا اذا کان للادمیین یذکر ویونث مثل رھط ونفر وقوم قال اللہ تعالیٰ وکذّب بہ قومك فذکر وقال اللہ تعالیٰ کذبت قوم نوح المرسلین فانّث - الخ

عورتوں سے مسخرہ پن نہ کرے یعنی اگر عورتیں قوم میں سے ہوتیں، تو یہ نہ فرماتے، ولا نساءٌ من نساء زہیر کہتا ہے، وما ادرای وسوف اخال الخ اور اسی معنی میں یہ حدیث ہے:- فلیسبح القوم ولتصفق النساء اور ابن اثیر نے کہا کہ قوم اصل میں قام کا مصدر رہا ہے۔ پھر اس کا استعمال مردوں پر غالب آگیا، بغیر عورتوں کے، مرد لفظ قوم سے اس لیے تعبیر کیے جانے لگے کہ وُہ عورتوں کے ان امُور کے ذمّہ دار ہوگئے اور ان کو پورے کرنے لگے، جو کہ عورتوں کے اقتدار سے باہر تھے، ابُو العباس سے روایت کیا گیا ہے کہ نفر اور قوم اور رہط تینوں کے معنی جمع کے ہیں۔ ان کے الفاظ سے مفرد نہیں پایا جاتا مردوں کے لیے بدون عورتوں کے استعمال کیا جاتا ہے۔ یا عورتیں بھی اس لفظ میں تبعاً داخل ہوجائیں گی، کیونکہ ہر پیغمبر کی قوم مرد اور عورت ہیں۔ (جوہری) یہ لفظ مذکر بھی لایا جاتا ہے اور مؤنث بھی، کیونکہ ایسے اسمأ جمع جن کا مفرد اس لفظ سے نہیں ہے، جب کہ آدمیوں کے لیے ہوں تو مذکر اور مؤنث دونوں ہوتے ہیں، جیسے رہط اور نفر اور قوم۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وکذب بہ قومک اس میں قوم کو مذکر کہا گیا ہے اور دُوسری جگہ فرمایا: کذبت قوم نوح المرسلین۔ اس میں مؤنث بتایا گیا ہے۔

Marfat.com

مجمع البحار میں ہے:

ماشرع اللہ لعبادہ علی ألسنۃ الانبیاء علیہم السلام ویستعمل فی جملۃ الشرائع لا فی احادھا ثم اتسعت فاستعملت فی الملۃ الباطلۃ فقیل الکفر ملۃ واحدۃ۔

ملت وہ ہے جس کو خدا نے اپنے بندوں کے لیے مشروع کیا۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی زبان پر اور اس کا اطلاق مجموعہ شرائع پر ہوتا ہے اور بعض بعض پر نہیں ہوتا ہے، اس میں توسیع کر کے ملتِ باطلہ میں بھی استعمال کیا جانے لگا اور کہا گیا کہ کفر ملتِ واحدہ ہے۔

المنجد صفحہ ۸۲۱ میں ہے:

الملۃ الطریقۃ او الشریعۃ فی الدین والدیۃ ج ملل

ملت طریقت یا شریعت اور دیت دخونبہا) جمع اس کی ملل ہے۔

اور اسی میں صفحہ ۷۰۳ میں ہے۔

القوم الجماعۃ من الناس۔ اقوام و اقاوم و اقائم و اقاویم قوم الرجل اقرباءہ الذین یجتمعون معہ فی جد واحد القوم ایضاً الاعداء

قوم آدمیوں کی جماعت کو کہتے ہیں۔ اقوام، اقاوم، اقائم، اقاویم، جمع ہیں آدمی کی قوم اس کے وہ اقرباء ہیں، جو کہ ایک دادا میں جمع ہوتے ہوں اور قوم کا اطلاق دشمنوں پر بھی آتا ہے۔

مذکورہ بالا عبارتیں کتب لغت عربی کے مختلف طبقات یعنی طبقہ اولیٰ وسطی آخرہ کی نقل کی گئی ہیں۔ تاکہ یہ ظاہر ہو جائے کہ ملت اور قوم کے معنی اور مفہوم کا فرق مذکور ہمیشہ سے مسلم چلا آتا ہے۔ اگرچہ حقیقۃً اعتبار طبقہ اولیٰ ہی کے استعمالات اور بول چال کا ہے۔ مگر ہم نے مزید توضیح کے لیے طبقہ وسطی اور آخرہ کی تصریحات نقل کر دیں، تاکہ یہ کہنے کا موقع باقی نہ رہے کہ حال کی عربی فارسی اور ترکی زبان میں سندات موجود ہیں، چونکہ یہ لفظ عربی ہے۔ عربی میں اگر لغت کے خلاف کوئی شخص کسی لفظ کو استعمال بھی کرے گا، تو اس کو

Marfat.com

یقیناً غلط کہنا پڑے گا۔ فارسی یا ترکی اہلِ لسان نہیں۔ ان کا قول پایۂ اعتبار نہیں رکھ سکتا اور اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو جب کہ بلاشک یہ مُسلّم ہے کہ عربی میں یہ لفظ اور بالخصوص قرآن مجید میں شرع اور دین کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس زمانے کے لوگ کسی دُوسرے معنوں میں بھی استعمال کرنے لگے ہیں، تو بھلا وُہ شخص جس نے عربی لفظ کو اصلی اور قدیمی لُغت اور قرآن کی زبان میں استعمال کیا ہے۔ کس طرح مستحق ملامت ہو سکتا ہے۔ بوالعجبی کیا ہے۔ زمانہ حضرت محمّد عربی علیہ السّلام میں جو استعمال ہوتا تھا، اس میں استعمال کرنے والا مقامِ محمّد عربی سے ناواقف ہے؛ یا وُہ شخص جو زمانہ حال کے معنوں میں لفظ کو استعمال کر رہا ہے اور زمانۂ نبوت کے معنوں کو ترک کر رہا ہے اور اگر غور کیا جائے تو متاخرین عرب اور فارسیوں اور ترکوں نے بھی لفظِ ملّت کو قوم کے معنی میں کہیں بھی استعمال نہیں کیا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ سب کے یہاں ملّت کے وُہی معنی ہیں، جو پہلے مذکور ہُوئے مگر کثرتِ استعمال کی وجہ سے عبارت میں اختصار کیا جاتا ہے اور مضاف یعنی لفظ اہل یا اس کے مرادف لفظ کو بسا اوقات عبارت میں سے اختصاراً نکال دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ متعدد مقامات میں لفظِ قومیہ کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا ہے اور یہ طریقہ عربی زبان میں بُہت زیادہ شائع ہے اس لیے یہ دعوٰی بالکُل غلط ہے کہ لفظِ ملّت بمعنی قوم مستعمل ہو اور اگر ایسا ہوتا بھی، تو قابلِ اعتماد نہ تھا۔ اگر کوئی شخص اپنے اشعار اور خطب میں اس قسم کا تصرّف کرے تو یہ اُس کی اصطلاح ہے۔ اس کو دُوسروں پر نکتہ چینی کا کوئی موقع نہیں۔

نوٹ: مذکورہ بالا تصریحات سے معلوم ہو گیا کہ نفس لغت عربی میں قوم کے چند معنی ہیں۔

۱۔ صرف مَردوں کی جماعت بدون عورتوں کے۔

Marfat.com

۲۔ بالقصد صرف مردوں کی جماعت اور عورتیں تبعًا اس میں داخل ہوں۔

۳۔ عورتوں اور مردوں سب کی جماعت۔

لہٰذا یہ کہنا کہ؛ گویا لغوی اعتبار سے عورتیں قوم میں شامل نہیں، لیکن قرآن حکیم میں جہاں قومِ موسیٰ اور قومِ عاد کے الفاظ آئے ہیں۔ وہاں ظاہر ہے کہ عورتیں اس کے مفہوم میں شامل ہیں۔ غیر صحیح ہے۔ لغتِ عربی کے لحاظ سے جب کہ قوم مختلف معنوں پر بولا جاتا ہے تو قرآن شریف میں کسی جگہ ان معنوں میں سے کوئی ایک معنی مراد لینے لغت کے خلاف نہ ہوں گے۔ حالانکہ خود قرآن میں سورۂ حجرات میں لفظ قوم سے صراحت کے ساتھ عورتوں کو نکال دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ بحث بھی باقی رہ جاتی ہے۔ قومِ موسیٰ علیہ السلام اور قومِ عاد میں عورتیں داخل بالذّات ہیں۔ یا بالتّبع۔ یہ ایسا ہی ہے، جیسے بہت سے صیغہائے احکامِ قرآنیہ ایسے الفاظ اور اسمأ کے ساتھ ذکر کیئے گئے ہیں۔ جو کہ بالاتّفاق مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ مگر وُہ احکام عورتوں کو بھی شامل ہیں۔

قرآن شریف سے قوم کے معنی کی تحقیق

قرآن شریف پر ہم جب کہ تحقیق قوم اور ملّت کے لیے نظر ڈالتے ہیں، تو ہم دیکھتے ہیں کہ لفظِ قوم تقریبًا دو سو سے زائد مقامات پر ذکر کیا گیا ہے۔ اگر ہم تفصیلاً سب کو جمع کریں تو بہت زیادہ طُول ہو جائے گا۔ اور اگر ہم کو یہ نہ کہا جاتا، لیکن کیا اچھا ہوتا کہ اگر میری خاطر نہیں تو عامۃ المسلمین کی خاطر قاموس سے گزر کر قرآن حکیم کی طرف مولانا رجوع کر لیتے اور اس خطرناک غیر اسلامی نظریئے کو مسلمانوں کے سامنے رکھنے سے پیشتر خدائے پاک کی نازل کردہ مقدس وحی سے بھی استشہاد فرماتے۔ مجھے تسلیم ہے کہ مَیں عالم دین نہیں، نہ عربی زبان کا ادیب ؎

Marfat.com

قلندر جُز دو حرفِ لا اِلٰہ کچھ نہیں رکھتا
فقیہہِ شہر قارُوں ہے لُغت ہائے حجازی کا

لیکن آپ کو کونسی چیز مانع آئی کہ آپ نے صرف قاموس پر اکتفا کی، تو شاید ہم اس تھوڑی سی تفصیلِ لُغوی کا بھی قصد نہ کرتے، کیُونکہ ہم نے لُغت کے معنی بیان کرتے ہوئے قاموس کے علاوہ مجمع البحار کی عبارت کو بھی پیش کر دیا تھا اور چُونکہ مجمع البحار اُنھیں معانی کو ـــــ بیان کرتا ہے جو کہ آیات اور احادیث میں لیے گئے ہیں۔ اس لیے اس کی تصریح نقل کر دینی کافی تھی اور پھر اجمالی طور پر ہمارا یہ عرض کر دینا کہ آیات اور احادیث کو ٹٹولیے۔ اس طرف پُوری رہنمائی کر رہا تھا۔ نیز جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں کہ پیغمبر قوم ہی کی زبان میں خطاب کیا کرتا ہے، نئی لُغت نہیں بناتا۔ اس لیے لغت سے کسی معنی کا نقل کر دینا بڑے درجہ تک یہاں کافی تھا، بہرحال چونکہ مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس لیے ہم کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ لفظِ قوم قرآن شریف میں مذکُور ہُوا ہے، کہیں نکرہ ہے، تو کہیں معرفہ، جہاں معرفہ ہے تو کہیں الف ولام سے معرفہ بنایا گیا ہے۔ اور کہیں اضافت سے، جہاں اضافت سے معرفہ بنایا گیا ہے، تو کہیں اسمِ ظاہر کی طرف اضافت کیا گیا ہے کہیں اسمِ مضمر کی طرف مضاف ہونے کی صوُرت میں بھی، کہیں ضمیرِ غائب کی طرف اضافت کی گئی ہے، کہیں ضمیرِ خطاب کی طرف، کہیں ضمیرِ متکلم کی طرف، کہیں مفرد کی طرف کہیں جمع کی طرف، کہیں تثنیہ کی طرف۔ لفظِ قوم جس جگہ نکرہ واقع ہوُا ہے۔ یا محلی باللام ہے۔ ان مقامات میں اگرچہ اشتراک اور مُسلمانوں اور غیر مُسلموں میں اتحاد قومیت پر صراحۃ دلالت نہیں، مگر جس جگہ مضاف واقع ہوا ہے اور مضاف الیہ مُسلمان یا پیغمبر ہے اور کلام غیر مسلم کے متعلق ہے تو یقیناً اس جگہ پر مشرکوں اور کفار کا پیغمبر یا مُسلمانوں کے ساتھ قومیتِ متحدہ میں مُنسلک ہونا ہی مفہوم ہوتا ہے۔

Marfat.com

کذبت قوم نوح المرسلین، کذبت قبلہم قوم نوح واصحاب

الرّس وثمود وعاد وفرعون واخوان ولوط واصحاب الایکۃ وقوم تبّع

مختلف آیتوں میں اضافت پیغمبروں کی طرف لفظ قوم کی کی گئی ، جن میں قومِ نوح ع ،

قومِ ابراہیم ، قومِ لوط ع ، قومِ صالح ع ، قومِ ہود ع وغیرہ الفاظ ذکر کئے گئے ہیں ۔ اسی طرح

کہیں اضافت لفظ قوم کی پیغمبروں کی ضمیر غائب کی گئی ہے ۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ ۔ (پ ۲۹ ع ۹) اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَہٗ بِالْاَحْقَافِ پ ۲۶ ع ۴

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ ۔ (پ ۱ ع ۱) وَقَوْمُہُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ پ ۱۸ ع ۴

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرٰہِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ ج اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِہِمْ

اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللہِ کَفَرْنَا بِکُمْ ۔ (پ ۲۸ ع ۷)

اسی طرح کہیں ضمیر مخاطب کی طرف اضافت ہے جس میں خطاب پیغمبر کو ہو رہا

ہے : وَاِنَّہٗ لَذِکْرٌ لَّکَ وَلِقَوْمِکَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ (پ ۲۵ ع ۱۰) لَنْ یُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِکَ اِلَّا مَنْ قَدْ

اٰمَنَ ۔ (پ ۱۲ ع ۴) وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْہُ یَصِدُّوْنَ (پ ۲۵ ع ۱۲) اَنْ اَخْرِجْ

قَوْمَکَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَذَکِّرْہُمْ بِاَیّٰمِ اللہِ (پ ۱۳ ع ۱۲) اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِکُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا پ ۱۱ ع ۱۴

اسی طرح کہیں ضمیر متکلّم کی طرف اضافت ہوتی ہے جس سے پیغمبر مراد ہے ۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَکَ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ، قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ لَکُمْ نَذِیْرٌ

مُّبِیْنٌ (پ ۲۹ ع ۹) یٰقَوْمِ ہٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِیْ ہُنَّ اَطْہَرُ لَکُمْ (پ ۱۲ ع ۷) یٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا (پ ۱۲ ع ۵)

یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ (پ ۱۲ ع ۲) وَیٰقَوْمِ ہٰذِہٖ نَاقَۃُ اللہِ لَکُمْ اٰیَۃً

(پ ۱۲ ع ۶) یٰقَوْمِ اَرَہْطِیْٓ اَعَزُّ عَلَیْکُمْ مِّنَ اللہِ (پ ۱۲ ع ۸) ویقوم استغفروا ربکم ثمّ توبوا الیہ پ ۱۲ ع ۵

یٰقَوْمِ لِمَ تُؤْذُوْنَنِیْ وَقَدْ تَّعْلَمُوْنَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللہِ اِلَیْکُمْ (پ ۲۸ ع ۹) وَیٰقَوْمِ اعْمَلُوْا

عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ (پ ۱۲ ع ۸)

Marfat.com

غرضیکہ اس قسم کی بے شمار آیتیں ہیں، جن میں غیر مسلموں کو اور پیغمبر کو ایک قوم بتایا گیا ہے اور کفار کو پیغمبر کی طرف بوجہ اتحاد نسب یا اتحادِ وطن وغیرہ سے نسبت کیا گیا ہے اسی طرح بہت سی آیتیں ہیں، جن میں مسلمانوں کا کافروں کو اپنی قوم قرار دیتے ہوئے مخاطب مذکور ہوا ہے۔

سورۂ مومن میں مومن آلِ فرعون کہتا ہے:

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۔ (پ ۲۴ - ع ۱۰)

اے مری قوم! تمہاری بادشاہی ہے۔ آج بڑھ چڑھ رہے ہو ملک میں۔

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ۔ (پ ۲۴ - ع ۱۰)

اے قوم! میری اتباع کرو۔ میں تم کو سیدھے راستے کو دکھا دوں گا۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ الْقَرَارِ (پ ۲۴ ع ۱۰)

اے قوم! یہ دنیا کی زندگی تو قلیل فائدہ ہے اور آخرت ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

وَيٰقَوْمِ مَا لِىْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدْعُوْنَنِىْٓ اِلَى النَّارِ

(پ ۲۴ - ع ۱۰)

اے قوم! مجھ کو کیا ہو گیا کہ میں تم کو بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم ہم کو بلاتے ہو دوزخ کی طرف۔

يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ۔

اے قوم! مجھ کو اندیشہ ہے تم پر اگلی جماعتوں کا

وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۔

(پ ۲۴ - ع ۹)

اے قوم! میں خوف کرتا ہوں، تم پر قیامت کے دن کا۔

مومن آلِ عیسیٰ علیہ السلام کہتا ہے:

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۙ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

اے قوم! اتباع کرو، پیغمبروں کا اتباع کرو ایسے لوگوں کا جو تم سے کچھ مزدوری نہیں مانگتے، اور وہ

Marfat.com

(پ ۲۲ - ع ۱۹) — راہ پائے ہوئے ہیں۔

یٰلَیۡتَ قَوۡمِیۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۙ بِمَا غَفَرَ لِیۡ رَبِّیۡ وَ جَعَلَنِیۡ مِنَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ (پ ۲۳ - ع ۱)

اے کاش! میری قوم کے لوگ جان لیں کہ بخش دیا مجھ کو میرے پروردگار نے اور کیا مجھ کو عزت والوں میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ مَاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِہٖ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ ۔ (پ ۲۳ ع ۱)

اور نہ ہم نے اُتارا، اُس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے۔

مومنین قوم موسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا جاتا ہے:

اِنَّ قَارُوۡنَ کَانَ مِنۡ قَوۡمِ مُوۡسٰی فَبَغٰی عَلَیۡہِمۡ ۔ اِذۡ قَالَ لَہٗ قَوۡمُہٗ لَا تَفۡرَحۡ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡفَرِحِیۡنَ ۔ فَخَرَجَ عَلٰی قَوۡمِہٖ فِیۡ زِیۡنَتِہٖ ۔ (پ ۲۰ - ع ۱۱)

قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا، پر وہ اُن پر ظلم کرنے لگا۔ جب اس سے کہا اس کی قوم نے کہ اِترا مت۔ بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا ہے اِترانے والوں کو۔ پس نکلا قارون اپنی قوم پر اپنی آرائش میں۔

مومنین جن کے متعلق فرمایا جاتا ہے:

وَ اِذۡ صَرَفۡنَاۤ اِلَیۡکَ نَفَرًا مِّنَ الۡجِنِّ یَسۡتَمِعُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوۡہُ قَالُوۡۤا اَنۡصِتُوۡا ۚ فَلَمَّا قُضِیَ وَلَّوۡا اِلٰی قَوۡمِہِمۡ مُّنۡذِرِیۡنَ ۔ قَالُوۡا یٰقَوۡمَنَاۤ اِنَّا سَمِعۡنَا کِتٰبًا اُنۡزِلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مُوۡسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ

اور یاد کرو، جب کہ ہم نے متوجہ کیا، تیری طرف جنوں کی ایک جماعت کو کہ وہ سننے لگے قرآن تو جب پیغمبر کے پاس آپہنچے۔ ایک دوسرے سے بولے کہ خاموش رہو۔ پس جب پڑھنا تمام ہوا، تو وہ لوٹ گئے اپنی قوم کی جانب ڈراتے ہوئے، کہنے لگے کہ: اے ہماری قوم ہم نے

Marfat.com

يَدَيْهِ يَهْدِىْٓ اِلَى الْحَقِّ وَاِلٰى طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ يٰقَوْمَنَآ اَجِيْبُوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ ۔

(پ ۲۶ ۔ ع ۴)

ایک کتاب سُنی، جو نازل ہوئی ہے، موسیٰؑ کے بعد سے۔ بتاتی ہے تمام کتابوں کو۔ ہدایت کرتی ہے سچے دین اور ایک سیدھے راستے کی جانب۔ اے ہماری قوم! کہا مان لو، اللہ کی طرف بُلانے والوں کا اور اس پہ ایمان لے آؤ۔

ان تمام آیتوں میں مسلمانوں اور کافروں کو ایک قوم قرار دے کر ایک کو دُوسرے کی طرف نسبت کیا گیا ہے، جس میں علاقہ بجز نسب یا وطن اور کیا ہو سکتا ہے۔

بارگاہِ الٰہی سے جناب رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم اور دُوسرے پیغمبروں کو بعد تقررِ دین اور شریعت کہا جاتا ہے:

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۔ (پ ۱۲ ع ۸)

کہدو کہ اے میری قوم: تم اپنی جگہ پر عمل کرو، مَیں اپنی جگہ پر عمل کرتا ہُوں۔ عنقریب جان لوگے کہ کس پر رُسوا کرنیوالا عذاب آتا ہے۔

۱۔ الغرض یہ آیتیں صاف طور سے ظاہر کر رہی ہیں کہ:

ا۔ قرآن کے نقطۂ نظر اور استعمال میں، لفظِ قوم اپنے معنی کی حیثیت سے مسلمانوں ہی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ وُہ ہر اُس جماعت پر بولا جائے گا، جن میں کوئی رابطہ ہو خواہ نسب کا یا وطن کا یا پیشے کا یا زبان وغیرہ کا۔

ب۔ قومیت میں اشتراک مُسلم اور کافر ہو سکتا ہے اور قرآن کے استعمال میں یہ موجود ہے

ج۔ پیغمبر بھی اتحادِ قومیت میں کافر اور مشرک اور فاسق کے ساتھ دُنیا میں تعلق رکھ سکتا ہے اور رکھتا ہے۔

نوٹ: جواب میں فرمایا گیا ہے:۔

Marfat.com

اور یہ اتباع و اطاعت کی دعوت اِس لیے ہے کہ قوم چونکہ کوئی شرع و دین نہیں، اس لیے اس کی طرف دعوت اور اس سے تمسک کی ترغیب عبث تھی، کوئی گروہ ہو، خواہ وُہ قبیلے کا ہو، نسل کا ہو، ڈاکوؤں کا ہو، تاجروں کا ہو، ایک شہر والوں کا ہو، جغرافی اعتبار سے ایک مُلک یا ایک وطن والوں کا ہو، وُہ محض گروہ ہے، رجال کا یا انسانوں کا، وحی الٰہی یا نبی کے نقطۂ خیال سے ابھی وُہ گروہ ہدایت یافتہ نہیں ہوتا۔ اگر وحی یا نبی اس گروہ میں آئے تو وُہ اس کا پہلا مخاطب ہوتا ہے، اِس لیے اس کی طرف منسوب بھی ہوتا ہے۔ قوم نوحؑ قومِ لوطؑ، قومِ موسیٰؑ (علیہم السلام) لیکن اگر اسی گروہ کا مقتدا کوئی بادشاہ یا سردار ہو تو وُہ اس کی طرف بھی منسوب ہوگا۔ مثلاً قومِ عاد قومِ فرعون،۔ اگر ایک مُلک میں دو گروہ اکٹھے ہو جائیں اور اگر وُہ متضاد قسم کے رہنماؤں کے گروہ ہوں، تو وُہ دونوں سے منسوب ہو سکتے ہیں، مثلاً جہاں قومِ مُوسیٰ تھی، وہاں قومِ فرعون بھی تھی۔ ھا

قال الملاء من قوم فرعون اتذر موسیٰ وقومہ۔ لیکن ہر مقام پر جہاں قوم کہا گیا۔ وہاں وُہ گروہ عبارت تھا، جو ابھی ہدایت یافتہ اور غیر ہدایت یافتہ سب افراد پر مشتمل تھا، جو افرادِ پیغمبر کی متابعت میں آتے گئے تو عہد تسلیم کر لیے گئے یا واضح معنوں میں مسلم ہو گئے، یاد رہے کہ دین اور ملّت کُفار کی بھی ہو سکتی ہے۔ انّی ترکت ملۃ قوم لا یؤمنون باللہ۔

یہ عجیب و غریب عبارت بھی ہمارے ہی قول کی موید ہے کہ قرآن شریف ہدایت یافتہ اور غیر ہدایت یافتہ سب میں اتحادِ قومیت کی بانگ بلند کرتا ہے، ہم بھی تو اسی کے قائل

Marfat.com

تھے۔ یہ اَمر قرآن کی آیات سے واضح طور پہ پذیر ہوا ہی تھا، اقرار بھی کر لیا گیا۔ اب یہ فرمانا کہ دین اور مِلّت کُفار کی بھی ہو سکتی ہے، یہ بھی تعجب کی بات ہے، ہم نے خود مجمع البحار کی عبارت میں سے نقل کر دیا تھا: ثم اتسعت فاستعملت فی الملة الباطل فقیل الکفر ملة واحدة اور جو عبارت ہم ابھی تاج العروس شرح قاموس سے نقل کر کے آئے ہیں، وُہ اور بھی وضاحت کرتی ہے، مگر باوجود اس کے مِلّت اور قوم کا فرق عظیم الشان دائم و قائم ہے۔ مِلّت' دین یا شریعت یا طریقے کو کہتے ہیں، خواہ حق ہو یا باطل، اور قوم صرف مَردوں یا مَردوں اور عورتوں کی جماعت کو کہتے ہیں، خواہ ہدایت یافتہ ہوں، یا غیر ہدایت یافتہ یا مختلف' بشرطیکہ ان میں کوئی علاقہ جامعہ موجود ہو اور اسی وجہ سے ایک اَکمل انسان ایک نہایت گرے ہُوتے انسان کا ہم قوم ہو سکتا ہے، اس کے بعد یہ ارشاد مذکورہ ذیل نہایت ہی عجیب ہے:

> ایک قوم کی ایک مِلّت یا اس کا منہاج تو ہو سکتا ہے، لیکن مِلّت کی قوم کہیں نہیں آیا۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ خُدا نے قرآن شریف میں ایسے اَفراد کو جو مختلف اقوام اور مِلل سے نِکل کر مِلّتِ ابراہیمی میں داخل ہو گئے، اُن کو داخل ہونے کے بعد لفظِ قوم سے تعبیر نہیں کیا، بلکہ اُمّت کے لفظ سے ان گزارشات سے میرا مقصد یہ ہے کہ جہاں تک میں دیکھ سکا ہوں، قرآنِ کریم میں مُسلمانوں کے لیے سوائے اُمّت کے اور کوئی لفظ نہیں آیا، اگر کہیں آیا ہو تو ارشاد فرمائیے۔"

اگر بالفرض ایسا ہو بھی تو ذکر نہ فرمانا نفی کی دلیل کیونکر ہو سکتا ہے۔ بالخصوص جب کہ قوم کے معنی لغوی اور شرعی اس پر صادق آ رہے ہوں، خود فرما چکے ہیں کہ ہدایت یافتہ تو وُہی لوگ ہیں، جو مِلّتِ نبوت میں داخل ہو چکے ہیں، ہم مومن آلِ فرعون، مومن قومِ موسیٰ علیہ السلام

Marfat.com

مومن رسل عیسیٰ علیہ السلام اور مومنین حضرت محمد علیہ السلام، جنات کے اقوال آیاتِ قرآنیہ سے نقل کر آئے ہیں۔ بلکہ مومن رسل عیسیٰ کو مرنے کے بعد جب کہ بشارتِ دخول جنت سے نوازا جاتا ہے تو کافروں کو اپنی قوم قرار دیتا ہوا یلیت قومی یعلمون ..الآیۃ..... کہتا ہے۔ قرآن پیغمبروں کو جو کہ پیدائشی اربابِ ایمان ہوتے ہیں، غیر مسلموں کا ہم قوم قرار دیتا ہے۔ پھر یہ تفریق عجائباتِ دہر میں سے نہیں ہے تو کیا ہے؟ مگر ان سب باتوں سے قطع نظر کر کے ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں، تو ممتحنہ کی وہ آیت جس کو ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں، اس پر واضح طور پر روشنی ڈالتی ہے:-

قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْ اِبْرٰھِیْمَ ۔ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ ج اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃُ وَالْبَغْضَاۗءُ اَبَدًا حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰھِیْمَ ۔

(پ ۲۸ - ع ۷)

تمہارے لیے پیروی نیک موجود ہے ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو ابراہیم کے ساتھ تھے۔ جب انھوں نے کہا اپنی قوم سے کہ ہم بے تعلق ہیں، تم سے اور ان چیزوں سے جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہم منکر ہوئے تم سے۔ اور ظاہر ہو پڑی ہم میں اور تم میں دشمنی اور بغض ہمیشہ کے لیے جب تک تم ایمان نہ لاؤ ایک اللہ پر مگر ہاں ایک کہنا ابراہیم کا۔

یہ وہی لوگ ہیں، جو کہ ملتِ ابراہیمی میں اپنی اپنی ملتوں کو چھوڑ کر داخل ہو چکے ہیں، نیز جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال پر کہ حطیم کو خانۂ کعبہ سے کیوں جدا کیا گیا۔ اس کا دروازہ کیوں اونچا کیا گیا۔ فرماتے ہیں: ان قومك قصرت بهم النفقة ولولا ان قومك حديث عهد هم بجاهلية لنقضت الكعبة۔ الحدیث فرماتے ہیں: علیٰ ہذا القیاس ذاکرین کی اس جماعت کے متعلق جن کا ذکر مقبول ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ملائکہ کے اس سوال پر کہ اس جماعت میں فلاں فلاں شخص محض تماشے کی غرض سے آئے تھے،
تو فرمایا جاتا ہے: اولٰئک القوم لا یشقی جلیسھم۔
"رواہما البخاری ومسلم وغیرہما"

ظاہر ہے کہ آیت مذکورہ بالا اور یہ دونوں حدیثیں ان ہی کے بارے میں ہیں، جو کہ ملتِ ابراہیمی میں داخل ہو چکے ہیں، مگر اُن کو اس کے بعد بھی قوم کے لفظ میں داخل اور غیروں کے ساتھ شریک کیا گیا اور اخیر روایت میں تو صرف اُنھیں مسلمانوں کو لفظِ قوم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر یہ تفرقہ محض خیالی یا شاعریت یا فلسفیت نہیں ہے تو کیا ہے۔

اور پھر جب کہ ارشاد کیا جاتا ہے:

قوم رجال کی جماعت کا نام ہے اور یہ جماعت باعتبارِ قبیلہ، نسل، رنگ، زبان، وطن اور اخلاق ہزار جگہ ہزار رنگ میں پیدا ہو سکتی ہے۔

اور ابھی ابھی یہ ارشاد ہو چکا ہے:

قوم چونکہ شرع و دین نہیں، اس لیے اس کی طرف دعوت اور اس سے تمسک کی ترغیب عبث تھی، کوئی گروہ ہو، خواہ وُہ قبیلہ کا ہو، نسل کا ہو الخ

تو کیا مانع ہے کہ ملتِ ابراہیمی میں داخل ہونے کے بعد وُہ ملتِ واحدہ اقوامِ مختلفہ میں ان وجوہ سے منقسم ہو جائے، کوئی قومِ اوس، قومِ خزرج، قومِ قریش، قومِ انصار، قومِ مہاجرین قومِ قزاک، قومِ صوفیہ، قومِ افغان، قومِ کنجڑا، قومِ قصائی نہ بنے۔ بہرحال یہ فلسفہ ہماری سمجھ سے باہر ہے، ہم تو سمجھتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ان وجوہِ مختلفہ سے ملت بھی اقوامِ مختلفہ کی طرف تقسیم ہوتی رہی ہے اور ہو سکتی ہے۔

لفظِ اُمّت پر بحث: لفظِ امت کے متعلق بہت زور سے فرمایا جاتا ہے

Marfat.com

ایسے افراد کو جو مختلف اقوام اور ملل سے نکل کر ملّتِ ابراہیمی میں داخل ہو گئے۔ ان کو داخل ہونے کے بعد لفظ قوم سے تعبیر نہیں کیا بلکہ اُمّت کے لفظ سے۔

دُوسری جگہ ارشاد ہے:

جہاں تک میں دیکھ سکا ہوں، قُرآن کریم میں مُسلمانوں کے لیے اُمّت کے سوا اور کوئی لفظ نہیں آیا، اگر آیا ہو تو ارشاد فرمائیے۔

یہ بھی لغت سے تجاوز ہے۔ لُغتِ عربی میں اُمت کا لفظ وُہ خصُوصیت نہیں رکھتا، جو جناب ڈاکٹر صاحب ارشاد فرما رہے ہیں:

صفحہ ۱۵ میں ہے:

الامة الجماعة الجيل من الناس الطّريقة الحين القامة.	لفظ اُمت کا اطلاق جماعت، انسان کے گروہ طریقہ، زمانہ قامت پر ہوتا ہے۔

مختار الصحاح میں ہے:

والامة الجماعة قال الاخفش هُوَ فی اللفظ واحد وفی المعنی الجمع وكل جنس من الحيوان امة وفی الحديث لولا ان الكلاب امة من الامم لامرت بقتلها والامة الطريقة والدّين.	امّت بمعنی جماعت ہے۔ امام اخفش فرماتے ہیں کہ یہ لفظ کے اعتبار سے واحد اور معنی کے اعتبار سے جمع ہے اور جاندار کی ہر جنس کو امّت کہتے ہیں اور حدیث میں ہے کہ اگر کُتّے ایک جماعت نہ ہوتے تو میں اُن کو قتل کرنے کا حُکم دیتا اور اُمت بمعنی طریقہ اور دین ہے۔

قُرآن شریف میں ہے:

وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ (پ ۲۲۔ ع ۱۰)	کوئی اُمّت نہیں ہے مگر اس میں خدا کا ڈرانے والا آچکا ہے۔

Marfat.com

دُوسری آیت میں ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِی کُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ. پ۱۴ ع۱۱

ہم نے ہر اُمت میں اپنا رسُول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے پرہیز کرو۔ الخ

ایک اور آیت میں ہے:

وَلَوْلَا اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَیْهَا یَظْهَرُوْنَ. پ۲۵ ع۹

اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ ایک ہی اُمت ہو جائیں گے تو ہم رحمٰن کے کُفر کرنیوالوں کے گھروں کی چھتوں اور سیڑھیوں کو جس پر چڑھتے ہیں، چاندی سے کر دیتے۔

خلاصہ یہ کہ لفظِ اُمت کی تفسیر جو جناب ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔ یہ بھی خانہ زاد ہے، لفظِ اُمت اگرچہ بہت سے معنوں میں مستعمل ہوتا ہے، مگر ڈاکٹر صاحب کے مذکورہ بالا معنی کی خصوصیت نہیں رکھتا، بلکہ لفظ قوم ہی مرادف اکثر مستعمل ہوتا ہے، چنانچہ آیاتِ مذکورہ بالا سے واضح ہوگا، نہ لفظِ اُمت کا اطلاق صرف ملتِ ابراہیمی میں داخل ہونیوالا صرف لفظِ اُمت سے بُلایا جاتا ہے، بلکہ اس پر قوم وغیرہ بھی الفاظ اطلاق کیے جاتے ہیں

قومیت کے متعلق معنوی ابحاث

اسلام عالمگیر مذہب ہے

جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے گئے، وُہ کسی خاص قوم اور کسی خاص مُلک کی طرف بھیجے گئے، اس لیے ان کی شریعت اور ان کے قوانین تمام اقوامِ انسانیہ اور تمام ممالکِ ارضیہ پر حاوی نہ تھے۔ ان سے مقصد اسی قوم کی اصلاح ہوتی تھی اور اسی کے مناسب احکام آتے تھے۔ بخلاف جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، آپؐ تمام

Marfat.com

انسانوں بلکہ تمام عوالم کی طرف بھیجے گئے اور سب کی اصلاح وہدایت آپ کے متعلق کی گئی، قرآن کہتا ہے:

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ	کہدے کہ لوگو! بے شک میں رسول ہوں اللہ
اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔ (پ ۹۔ ع ۱۰)	کا سب کی جانب،
وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ	اور ہم نے بھیجا ہے، تجھ کو تمام ہی لوگوں کیلئے۔
تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ	بڑا برکت والا ہے وہ خدا، جس نے نازل فرمایا
عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ	قرآن اپنے بندے پر تاکہ تمام جہان کے لیے
نَذِیْرًا۔ (سورۃ فرقان)	ڈرانیوالا ہو جائے۔
وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً	ہم نے تجھ کو تمام دُنیا جہان کے لوگوں کے
لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ پ۱۷۔ ع۷۔	لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

بنا بریں ضروری ہے کہ آپ کے قوانین اور احکام کسی قوم اور کسی خاندان یا مُلک کے ساتھ مخصُوص نہ ہوں اور آپ کی دعوت عام ہو، آپ تمام عالم کو اور تمام اقوام کو اپنے مذہب کی طرف بُلائیں اور سب پر آپ کی فرمانبرداری فرض ہو اور عالم انسانی میں سے اگر کوئی شخص بھی اس سے رُو گردانی کرے تو خدا کا باغی قرار پائے اور کافر کے لقب سے ملقب ہو اور آخرت میں بغاوت کا انتہائی عذاب اس پر نافذ کیا جائے۔ اِسلام کے عالمگیر ہونے کے یہی معنی ہیں کہ اس کی دعوت تمام عالم کو شامل ہے اور اس کے احکام تمام عالم کی اصلاح کے لیے بنائے گئے ہیں، ان میں وہ اصوُل اور حکمتیں مضمر ہیں جن سے تمام افرادِ انسانی کی (خواہ پُرانی دُنیا کے ہوں یا نئی دُنیا کے، خواہ زرد نسل کے ہوں یا سیاہ نسل کے، خواہ سفید نسل کے ہوں یا سُرخ نسل کے)، اصلاح وہدایت ہو سکتی ہے اور وہ ہر ایک انسان کو اپنے میں لے سکتا ہے۔ اس کی عالمگیریت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اُس کو

Marfat.com

تمام عالم قبول ہی کرے گا۔

اسلام نے پیروی کرنیوالوں کے لیے

ملّی وحدت قائم کردی

پیغمبر اسلام علیہ السلام نے تمام دُنیا کو ایک ہی شریعت ایک ہی راستے کی طرف بُلایا ہے اور اس کے قبول کرنیوالوں کے درمیان میں ایک ایسا عظیم الشان رابطہ قائم کردیا ہے، جو کہ دُنیا کے تمام رَوابط اور علایق سے بالاتر تھا، نسبی رابطہ، صنعتی رابطہ، وطنی رابطہ، زبانی رابطہ، رنگی رابطہ وغیرہ وغیرہ سب کے سب اس کے سامنے ہیچ تھے اور ہیں۔ یہ رابطہ مادیت سے بالاتر رُوحانیت کا مجسمہ بنکر تمام اسلامی برادری کو محیط ہو گیا اسلامی احکام نے اس رابطے کی حفاظت اور تقویت کے لیے ایسی آبپاشی کی کہ جس سے تمام دُنیا کے مُسلمان ایک ہی دھاگے میں پروئے ہُوئے ایک ہی مزرعہ میں سرسبز و لہلہانے لگے۔ فرمایا گیا:

اَلْمُسْلِمُوْنَ کاعضاء جسد واحد اذا اشتکی عضو تداعی لہ الاٰخر بالحمی والسھر (او کما قال)	مسلمان ایک جسم کے مختلف جوڑوں کی طرح ہیں کہ جب ایک جوڑ مریض ہوتا ہے، تو دُوسرا بھی بُخار اور بے خوابی سے بے چین ہوتا ہے۔
اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ (سورۃ حجرات۔ پارہ ۲۶)	مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔
المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یسلمہ (او کما قال)	مسلمان، مُسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کی مدد کو ترک کرتا ہے اور نہ اس کو دشمنوں کے ہاتھ میں سونپتا ہے۔
کل المسلم علی المسلم حرام دمہ	مسلمان از سرتاپا مسلمان پر حرام ہے، اس کا خُون اُس کا مال

Marfat.com

وَمَالَهٗ وَعِرضَهٗ ۔ اور اس کی آبرو سب حرام ہے۔

مُسلمانوں میں آپس میں ایسے ایسے حقوق اور فرائض قائم کر دیئے کہ اُن کی بنا پر نسلی، وطنی، حرفتی، لونی وغیرہ وغیرہ امتیازات اُٹھ گئے اور مسلمانانِ عالم بمنزلہ ایک شخص واحد قرار دے دیئے گئے جس کی بنا پر لازم آگیا کہ اگر اقصیٰ شرق میں ایک مُسلمان مرد یا عورت پر ظلم و ستم ہو جائے تو تمام مُسلمانوں پر تدریجًا اس کا ازالہ واجب ہو جائے۔ بادشاہ اور خلیفہ بھی اُن کا ایک ہی ہو اور عزت و قوت بھی سب کی ایک ہی ہو، اگر سابق بادشاہ تسلیم شدہ کے خلاف کوئی دُوسرا آدمی دعویدارِ خلافت کھڑا ہو جائے تو اس کو قتل کر دینا لازم ہو جائے۔

اذا بویع لخلیفتین فاقتلوا الاخر منهما ۔ جب دو خلیفہ تخت نشین ہو جاویں، تو اس میں آخر کو قتل کر دو۔

ان امور نے مُسلمانوں میں ایسا رابطہ قائم کر دیا کہ تمام دُنیا کی قوتیں اسلامی قوت کے سامنے تہ و بالا ہو گئیں۔ نہ قیصرِ رُوم کی طاقت باقی رہ سکی، نہ شاہانِ فارس کی، نہ راجگانِ ہند کی دولت زندہ رہ سکی، نہ خاقانِ ترک کی، جس طرف بھی کوئی قوت مُسلمانوں سے برسرِ پیکار ہوتی تھی، اطراف و جوانب زمین سے اسلامی فوجیں اس کے مقابلے میں آجاتی تھیں اور وُہ مخالف قوت پاش پاش ہو جاتی تھی۔ یہ بانِ اسلام ازم اسلام کو تمام مذاہب، تمام قوموں، تمام ممالک پر بالا کر کے رہا۔

خلاصہ یہ کہ بحیثیت دعوت وجذب بے شک اسلام اور اس کی قومیت شرفِ انسانی اور اخوتِ بشری پر مبنی ہے اور یہی اَمر اس کی عالمگیری کی شان رکھتا ہے، مگر بحیثیت تناصر و تعاون، حقوقِ یگانگت و ہمدردی، قلبی دوستی و اتحاد موالاۃ دائمہ و مودۃ خالصہ صرف کلمہ گویوں اور حلقہ بگوشانِ اسلام کے ساتھ مخصوص ہے،

Marfat.com

خواہ وُہ ہم نسل ہوں یا نہ ہوں، جناب مدیر احسان کا یہ ارشاد کہ:

> اسلام کی تعلیم قومیت کی بنیاد، جغرافیائی حدود، یا نسلی وحدت یا رنگ کی یکسانی کے بجائے شرف انسانی اور اخوّت بشری پر رکھتی ہے۔

ظاہری حیثیت سے کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا، ورنہ چاہیئے کہ تمام انسان اور ہر فرد بشر خواہ یہودی ہو یا عیسائی، ہندو ہو یا مسلمان، سکھ ہو یا پارسی، بودھ یا جینی، کالا ہو یا گورا ایشیاٹک ہو یا افریقی، سب کے سب ایک قوم ہو جائیں، کیونکہ شرف انسانی اور اخوت بشری سب میں پائی جاتی ہے۔ سب کے سب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی اولاد ہیں اور لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ اور لقد کرمنا بَنِیٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا وغیرہ آیات جو کہ شرف انسانی پر دلالت کرتی ہیں) کے مصداق ہیں، ہمارے میں کوئی آیت یا حدیث قومیت کی بنیاد ایسے شرف انسانی اور اخوت بشری پر رکھنے والی موجود نہیں ہے۔ اسی بنا پر ہم نے اس تعلیم کے لیے نص طلب کی تھی، مگر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم کو کسی آیت یا حدیث کی طرف ہدایت نہیں کی گئی، جس سے یہ معلوم ہوتا کہ اسلام تعلیم دیتا ہے کہ قومیت کی بنیاد صرف انسانیت اور اخوت بشری پر رکھ کر ہر اس شخص کو جس میں انسانیت پائی جائے۔ ایک قوم سمجھو اور قرار دو، ہم کو فیلسوفی الجھاؤ میں ڈالا جاتا ہے اور فرمایا جاتا ہے کہ:

> الفاظ شرف انسانی کے متعلق کسی کو دھوکا نہیں ہونا چاہیئے، اسلامیات میں ان سے مراد وہ حقیقت کبریٰ ہے جو حضرت انسان کے قلب و ضمیر میں ودیعت کی گئی ہے، یعنی یہ کہ اس کی تقویم فطرۃ اللہ سے ہے اور ...... کا غیر ممنون یعنی غیر منقطع ہونا منحصر ہے۔ اس تڑپ پر جو توحید الٰہی کے

Marfat.com

لیے اس کے رگ و ریشہ میں مرکوز ہے۔ انسان کی تاریخ پر نظر ڈالو، ایک لامتناہی سلسلہ ہے باہم آویزیوں کا۔" الخ

ہم ان حقائق اور تخیلات کے متعلق کوئی تصدیق اور تکذیب کا کلمہ پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہمارا مطالبہ صرف اتنا تھا کہ قومیت کی بنیاد صرف شرفِ انسانی اور اخوت بشری پر رکھنے کی تعلیم اسلام میں کسی آیت یا حدیث میں وارد ہے، جس سے یہ معلوم ہوا کہ صرف انسانوں اور بشری برادری رکھنے والوں کو قوم واحد کہا جائے اور ایک وطن یا ایک نسل یا ایک رنگ والوں کو نہ کہا جائے اور نہ انکو ایک قوم شمار کیا جائے۔ جناب مدیر "احسان" اس کو رلانے کے لیے فرماتے ہیں کہ

"اگر میرا قول خلافِ عقیدۂ اسلامی ہے تو مولانا صاحب اس کی تصحیح فرما سکتے ہیں، اسلام شرفِ انسانی اور اخوتِ بشری کا پیغام نہیں دیتا، بلکہ اولادِ آدم کو ہندی، الخ

دعویٰ کیا تھا اور ارشاد کیا ہو رہا ہے، اسلام جس پیغام کو لے کر آیا ہے اور جس وحدت کا مطالبہ کرتا ہے، ہم نے اس کی توضیح اس لیے کر دی۔

دشمنانِ اسلام کی پالیسی

بانیٔ اسلام (علیہ السلام) کی اس تعلیم نے مسلم قوم میں جو اسپرٹ، یگانگت و اتحاد، تناصر و تعاون کی پیدا کر دی تھی، اس کی کامیابی کو دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے اور اس کی انتہائی کوشش کی گئی کہ پان اسلام ازم کی یہ سپرٹ جس طرح بھی ہو مسلم قوم سے مٹائی جائے، اسی صورت میں اور صرف اسی صورت میں ہم اس عالمگیر حملوں سے بچ سکیں گے اور صرف اسی صورت سے ہم مسلم قوم پر غالب ہو سکیں گے۔ ہر زمانے میں اس کی کوششیں جاری ہوئیں

Marfat.com

اور کم و بیش کامیابی ہوئی، یورپ چونکہ خلافتِ عثمانیہ یعنی ترکوں کے حملوں اور ان کے ساتھ مسلم اقوام کے اتحادی اور اتفاقی کارناموں کی وجہ سے سخت عاجز و ناتوان ہوچکا تھا، اس نے باقاعدہ اور منظم کوشش پان اسلام ازم کے خلاف جاری کی اور اس نے صدیوں کی منظم جدّوجہد سے مسلمانوں میں دو قسم کی اسپرٹ پیدا کر دی، ایک نسلی، وطنی، لسانی، وطنی امتیاز و افتراق — دوم یہ کہ جہاد مذہبی اور روحانی نہ ہو، بلکہ نسلوں اور اوطان کے لیے کیا جائے اور مذہبیت کی اسپرٹ درمیان سے نکال دی جائے۔

ان دونوں امور کی مساعی نے خلافتِ عثمانیہ کو جو کہ سلطان سلیم کے زمانے تک بحرِ ذخار کی طرح موجیں مارتی ہوئی یورپی ممالک میں بڑھتی جا رہی تھی، روک دیا اور آہستہ آہستہ گھن کی طرح اس کو اس طرح کمزور کر دیا کہ خود خلافت کی روح سے ترکوں کو بیزاری ہوگئی۔ انھیں وطنی اور نسلی مساعی وغیرہ کی بنا پر رومانیہ، بلگیریا، بوسینیا، ہرزیگونیا، یونان، البانیہ، کریٹ وغیرہ وغیرہ جدا ہوسے — نہ صرف یہاں کی عیسائی قومیں جدا کی گئیں، بلکہ مسلم اقوام کی بھی ہمدردی ترکوں سے مٹائی گئی اور انھیں مساعی کا نتیجہ تھا کہ عربی اقوام اور کردی برادریوں کو ترکی سے جدا ہونے کی نوبت آئی اور پھر ان کے جدا کرانے کے بعد انھیں یورپین اقوام نے عراق شام فلسطین، طرابلس و عرب وغیرہ میں جس طرح مسلم اقوام کو پلپیا ہے، اس کی داستان قوتِ بیان سے باہر ہے۔ افسوس کہ اس وقت مسلمانوں میں کوئی شخص مسلمانوں کی متحدہ قومیت اور ایفار وطنیت و نسل و لسان وغیرہ کا واعظ کھڑا نہ ہوا اور نہ یوروپ کے اخبار و رسائل لکچراروں کی بے حد و بے شمار آندھیوں کا مقابلہ کیا گیا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پان اسلام ازم ایک قصّۂ پارینہ ہو کر فنا کے گھاٹ اتر گیا اور ممالکِ اسلامیہ یورپین اقوام کے لقمہ تر بن کر رہ گئے

متحدہ قومیت اور وطنیت سے تنفیر اب جب کہ مسلمانوں کو افریقہ، یورپ

ایشیا وغیرہ میں پارہ پارہ کر کے فنا کی گود میں ڈال دیا گیا ہے؛ تو ہم کو کہا جاتا ہے کہ اسلام صرف ملی اتحاد کی تعلیم دیتا ہے، وہ کسی غیر مسلم جماعت سے متحد نہیں ہو سکتا، اور نہ کسی غیر مسلم قوم کے ساتھ متحدہ قومیت بنا سکتا ہے، کسی غیر مسلم قوم سے، اگر مسلمان مل کر وطن یا نسل یا پیشے وغیرہ کے رابطے سے کوئی متحدہ قومیت بنائیں، تو وہ اسلام کے دشمن تعلیماتِ اسلامیہ کے مخالف، اسلام کو دوسری اقوام میں منجذب کرنیوالے، اسلامی ہستی کو مٹا دینے والے وطنیت کی لعنت کو اختیار کرنے والے ہو جائیں گے۔ شریعت اسلامی اس کی اجازت نہیں دیتی، احکامِ قرآنیہ اس سے ابار کرتے ہیں۔ یہ بعینہٖ وہ قصہ ہے کہ جب تک ہندوستان کی دستکاری اور تجارت زندہ تھی۔ اور ہندوستانی مصنوعات انگلستان اور دور و دراز ممالک کے بازاروں پر چھاپہ مارتی تھیں، تو مامون تجارت کے فلسفے کا راگ چاروں طرف گونجایا جاتا تھا۔ تمام تصانیف اور اخبارات لکچر اور تقریریں اس سے بھری ہوئی نظر آتی تھیں، اس طرح اس کی تعریف اور مدح سرائی ہوتی تھی کہ گویا کہ یہی چیز عالمِ انسانیت کے لیے آبِ حیات ہے، مگر جب اس کے ذریعے سے ہندوستانی دستکاری اور تجارت کو کمزور کر دیا گیا اور انگلستان کی دستکاری نے زور پکڑ لیا تو آزاد تجارت (فری ٹریڈ) کا وعظ سُنایا جانے لگا اور پہلا فلسفہ مامون تجارت کا بالکل غلط کر دیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوستان کی دستکاری اور تجارت کو یک قلم فنا کر دیا گیا، اسی طرح جب تک مسلمان قوی اور غالب رہے تو یہ فلسفہ پیش کیا جاتا رہا کہ یورپ کا نقشہ بدلا نہیں جا سکتا۔ کوئی فاتح اور غالب کسی زمین کو حاصل کر کے اپنے قبضے میں نہیں رکھ سکتا اور نہ اپنی مملوکات میں ملا سکتا ہے، مگر جب کہ مسلمان مغلوب ہو گئے، تو فلسفہ بدل گیا اور چاروں طرف سے یہ آواز آنے لگی کہ کسی فاتح کو اس کے نتائج عمل سے محروم نہیں کیا جا سکتا، وغیرہ وغیرہ۔ ہندوستانیوں کا وطنیت کی بنا پر متحدہ قومیت بنا لینا انگلستان کے لیے جس قدر خطرناک ہے، وہ ہماری اس شہادت سے ظاہر ہے، جو کہ ہم نے پروفیسر سیلے کے مقالے سے نقل کیا ہے

Marfat.com

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جذبہ ضعیف سا ضعیف بھی اگر ہندوستانیوں میں پیدا ہو جائے تو اگرچہ اُن میں انگریزوں کے نکالنے کی طاقت موجود بھی ہو مگر فقط اس وجہ سے کہ ان میں یہ خیال جاگزیں ہو جائے گا کہ اجنبی قوم کے ساتھ ان کے لیے اشتراکِ عمل شرمناک امر ہے۔ انگریزی شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا، پس وُہ وطنیت جس کی مغرب منہ بھر بھر کے تعریف کیا کرتا تھا، جب تک اسلام اور خلافتِ اسلامیہ باقی تھے، نہایت ممدوح اور قابلِ تعریف امر تھی، مگر آج ہندوستان میں خرابیِ ممالک اسلام کے بعد وُہی وطنیت ملعُون اور بدترین چیز بن گئی ہے۔ ان ھذا الشیی عجیب۔

وطنیت کی ملعُونیت

اور اس کا استعمال

بہرحال اگر وطنیت ایسی ہی ملعُون اور بدترین چیز ہے، تو چونکہ یورپ نے اس کو استعمال کر کے اسلامی بادشاہوں اور عثمانی خلافت کی جڑ کھود دی ہے مسلمانوں کو چاہئیے تھا کہ اسی ملعُون ہتھیار کو برطانیہ کی جڑ کھودنے کے لیے استعمال کرتے، تاکہ جس مشین گن اور جس ہتھیار سے وُہ برباد کیے گئے تھے، اسی سے اس دشمن کے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاتے جس نے ان کو تقریباً دُنیا سے مٹا دیا ہے، اسی کے واسطے دن و رات پروپیگنڈہ کیا جاتا اسی کو پریس بھی لکھتا اور اسی کو لکچرار بھی الاپتا اور اسی کو تمام مسلم پبلک اپنا پروگرام کم از کم اس وقت تک بنائے رہتی، جب تک وُہ اپنے حقیقی دشمن سے انتقام نہ لے لیتی، مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہوا، بلکہ قصداً یا بلا قصد یہی فلسفہ ہندوستان میں رائج کیا گیا اور کیا جا رہا ہے کہ وطنیت نہایت ملعُون چیز ہے، متحدہ قومیت غیر مسلموں کے ساتھ حرام ہے، اسلام کو نہایت ضرر پہنچانے والی ہے، مُسلم قوم جو کہ اب سے پہلے اقلِ قلیل تھی، مگر اکثریت میں منہضم نہ ہو سکی

Marfat.com

تھی، اب باوجود آٹھ کروڑ سے تجاوز کر جانے کے ہندوؤں کا لقمہ تر بن جائے گی وغیرہ وغیرہ

اسلامی رابطہ

بے شک جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کر دیا ہے، پیغمبر اسلام (علیہ السلام) نے مسلمانوں کے لیے ایسا رابطہ قائم کر دیا، جو کہ تمام روابط سے بالاتر ہے اور وطنیت وغیرہ اس کے سامنے ہیچ ہے مسلمان کوئی بھی ہو، کہیں کا بھی ہو، دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، اور اس کے حقوق دوسرے مسلمان پر کامل طور پر ہیں، مگر رابطہ صرف ان لوگوں کے ساتھ ہو سکتا ہے جنھوں نے اسلام قبول کر لیا ہے، جو لوگ اسلام کے دائرے میں نہیں آتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کے ساتھ یہ رابطہ قائم نہیں ہو سکتا اور وہ متحدہ قومیت کے دائرے میں تو آسکتے ہیں، مگر دوسرے ہی روابط، نسل، وطن، رنگ، پیشہ وغیرہ کے ذریعے سے آسکتے ہیں، اب قابل غور بات یہ ہے کہ آیا مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ مل کر ہم قوم بن سکتے ہیں یا نہیں اور اس اتحادِ قومیت کی بنا پر کوئی ملکی سیاسی، اقتصادی، تجارتی، زراعتی، صنعتی کاروبار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اور آیا اس امر کی ہندوستان میں ان کو ضرورت ہے یا نہیں؟ یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ انتظار کرنا کہ تمام ہندوستانی قومیں جب مسلمان ہو جائیں گی تب یہ ضروریات انجام دی جائیں گی، اس وقت سے پہلے ان کو انجام دینا ناجائز ہے نہایت غلط اور مضرت رساں کارروائی ہے، اسلام بے شک اعتقادی، عملی، اخلاقی اصلاحات کرنیوالے اصول کا مجموعہ ہے اور نہ صرف انفرادی اصلاحات اس کے ذریعے سے حاصل ہوتے ہیں بلکہ اس کے ذریعے سے اجتماعات خاصہ (تدبیر منزل اور اجتماعات عامہ (سیاسیات مدینہ) وغیرہ کی گتھیاں بھی سلجھتی ہیں، وہ ان سب ضروریات زندگی پر مکمل روشنی ڈالتا ہے اور ہر قسم کی اصلاحات کا کفیل ہے، مگر ہم کو اس امر پر غور کرنا

Marfat.com

ہے کہ وُہ اسلام، جو کہ ان اصُولوں سے عبارت ہے، جو کہ انسان کے شعبہ ہائے حیاتِ انفرادیہ اور اجتماعیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور جن کو خالق اور مخلوق اور بین المخلوقین امُور کے ساتھ وابستگی ہے، آیا اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ غیر مسُلموں کے ساتھ مل کر رَوابط وطنیت، یا نسل یا رنگت یا زبان وغیرہ کی بنا پر ایسی متحدہ قومیت کی تشکیل کی جائے جس کے ذریعے سے دشمنوں کو شکست دی جائے۔ یا۔ مفاد ہائے مشترکہ سیاسیہ اقتصادیہ، تجاریہ، زراعیہ، حربیہ وغیرہ کو حاصل کیا جائے، یا ان میں ترقی حاصل کی جائے اور صرف اس قدر اس میں توفل رکھا جائے کہ اصُولِ اسلامیہ میں کوئی نقصان واقع نہ ہو، یا نہیں۔ ہم نے جہاں تک نصوصِ شرعیہ تتبع کیا، ہم کو واضح طور پر یہ معلوُم ہوتا ہے کہ یہ اَمر حسب مواقع کہیں فرض، کہیں وَاجب، کہیں مستحب، کہیں جائز، کہیں مکرُوہ اور کہیں حرام ہوگا۔ اس کی ممانعت کا فتوےٰ صرف اس بنا پر وطنیت کا مفہوم مغرب کی اصطلاح میں آج ایسے اصُولوں پر اطلاق کیا جاتا ہے، جو کہ ہیئت اجتماعیہ انسانیہ سے تعلق رکھتے ہیں اور وُہ یکسر مخالف مذہب ہیں، اسی مفہوم مصطلح سے مخصوص ہوگا، مگر یہ مفہوم نہ عام طور پر لوگوں کے ذہن نشین ہے، اور نہ اس کا کوئی مسُلمان دیانت دار قابل ہوسکتا ہے اور نہ ایسے مفہوم کی اس وقت تحریک ہے، کانگریس اور اس کے کارکُن اس کے محرّک نہیں ہیں اور نہ اس کو ہم مُلک کے سامنے پیش کر رہے ہیں، یہ چیز بالکل خارج از بحث ہے۔

ہم روزانہ مفاد ہائے مشترکہ کے لیے ہیئیاتِ اجتماعیہ بناتے ہیں اور ان میں نہ صرف شریک ہوتے ہیں، بلکہ ان کی ممبری اور شرکت کے لیے انتہائی جدوجہد کرتے ہیں، سینکڑوں نہیں ہزاروں رُوپے خرچ کرتے ہیں، ٹاؤن ایریا، نوٹیفائڈ ایریا، میونسپل بورڈ، ڈسٹرکٹ بورڈ، کونسلات، اسمبلیاں، ایجوکیشنل ایسوسی ایشن، اور اس قسم کی سینکڑوں انجمنیں اور ایسوسی ایشنیں ہیں، جو کہ انھیں اصُولوں اور قواعد سے عبارت ہیں، جو کہ خاص مقصد کے ماتحت

Marfat.com

ہئیتِ اجتماعیہ کے لیے بنائے گئے ہیں، تعجب ہے کہ اُن میں حصّہ لینا اور مکمّل یا غیر مکمّل جدوجہد کرنا ممنوع قرار نہیں دیا جاتا، مگر اسی قسم کی کوئی انجمن اگر آزادیٔ مُلک اور برطانوی اقتدار کیخلاف قائم ہو تو وُہ حرام خلاف دیانت، خلاف تعلیماتِ اسلامیہ، خلاف عقل و دانش وغیرہ ہو جاتی ہے، پھر اگر وطنیت کی بنا پر جو کہ بالفرض والتسلیم ان اصولوں سے عبارت ہو، جو کہ ہیئتِ اجتماعیہ سے تعلق رکھتے ہوں، کیوں ممنوع قرار دیا جاتا ہے، اگر کونسلوں، اسمبلیوں وغیرہ میں کوئی اصُول اسلامی اصُول کے خلاف آتا ہے رد کر دیا جاتا ہے، یہی حالت اس وطنیت اور اس کی قومیت متحدہ میں ہوگی۔

ہندوستان کیلئے راہِ عمل

ہندوستان میں سکونت کرنیوالی قومیں اور افراد بحیثیت مسکن و وطن بہت سی ایسی چیزوں میں مشترک ہیں، جن کو موجودہ پردیسی حکومت نے اپنی اغراض کے ماتحت پامال کر دیا ہے اور ہندوستان کے باشندوں کی زندگی تلخ کر دی ہے، بلکہ تمام ہندوستان کے رہنے والوں کے لیے فنا کا گھاٹ سامنے کر دیا ہے، چونکہ ان مشترک مفادات کے ضائع ہونے سے سب ہی فنا ہو رہے ہیں، اس لیے تمام ہندوستانی متفق ہو کر ان ضائع شدہ حقوق کو حاصل کریں اور اس پردیسی قوم کے جوئے کو اپنے کندھوں اور گردنوں سے نکال پھینکیں اُنکے لیے متحدہ جدوجہد ہو اور تمام ہندوستانیوں کے لیے مُلکی اور مشترکہ مفادات کے ترقی کی راہ کھُل جائے، یہ مقصد متحدہ قومیت سے ہے جس کا رابطہ اتحاد وطنیت ہے، ایسے مقاصد کے لیے متحدہ قومیت غیر مُسلموں کے ساتھ بنانا خود جناب سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے منقول ہے:-

Marfat.com

متحدہ قوم اور اُمّت جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے

مسلمانوں اور غیر مسلموں سے بنائی

جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی رسالت کے چودہ برس گزر جانے کے بعد مدینہ منورہ میں وہاں کے اور اپنے ساتھ کے مہاجر و انصار مسلمانوں اور مدینہ کے یہودیوں کو ملا کر ایک متحدہ قوم اور متحدہ اُمت بنائی اور نہایت مفصل عہدنامہ اس اَمر کے متعلق تحریر فرمایا اور اس میں تحریر کر دیا گیا کہ مشروط اور مذکورامور میں دشمنوں کے مقابل مسلمان اور یہود ایک اُمت متحدہ ہوں گے، مگر ہر ایک اپنے اپنے مذہب کا پابند ہوگا، حضرت مولانا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خطبۂ صدارت اجلاس جمعیۃ العلماء منعقدہ پشاور ۲، ۳، ۴، دسمبر ۱۹۲۷ء میں اس کا تذکرہ اور حوالہ دیا ہے، الفاظ مندرجہ ذیل ہیں، صفحہ ۲۲:

"اگرچہ میں اس مختصر خطبے میں دارالامان کے تمام احکام پر روشنی نہیں ڈال سکتا تاہم یہ بھی ضروری ہے کہ کچھ نہ کچھ اشارات ضرور کر دوں، اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ آپ کو سیدالاولین والآخرین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس معاہدے کی بعض دفعات کی طرف توجہ دلاؤں، جو حضور انور ؐ نے ابتدائے زمانہ ہجرت میں باہم مسلمانوں اور یہود مدینہ کے ساتھ کیا تھا، اِن دفعات کے مطالعے سے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ مسلمان دارالامان یا دارالحرب میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ کسی قسم کا معاہدہ کر سکتے ہیں، (معاہدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم با یہود مدینہ) چونکہ معاہدے کی عبارت بہت طویل ہے اور عربی عبارت کے نقل کی چنداں حاجت نہیں ہے اسلیئے میں صرف قابلِ ذکر دفعات کا ترجمہ پیش کرتا ہوں:

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ایک معاہدہ ہے جو مسلمانانِ قریش اور مسلمانانِ مدینہ اور لوگوں کے درمیان نافذ ہوگا، جو مذکورہ جماعتوں کے ساتھ متفق و حلیف بن گئے ہیں اور ان کے ساتھ محاربات میں شریک رہے ہیں۔

۱۔ یہ تمام معاہد جماعتیں، قریش، مہاجرین، انصار، یہود معاہدین، دوسری غیر مسلم غیر معاہد جماعتوں کے مقابلے میں ایک جماعت اور قوم شمار ہوں گی۔

دفعہ ۱۶۔ جن یہود نے ہمارے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے، ان کے متعلق مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی مدد اور ان کے ساتھ مواسات کا برتاؤ کریں، ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے اور نہ اُن کے خلاف کسی ظالم کی مدد کی جائے۔

دفعہ ۲۵ یہود بنی عوف مسلمانوں کے حلیف اور معاہد ہیں، یہود اپنے مذہب کے پابند رہیں گے اور مسلمان اپنے مذہب کے، مذہب کے سوا باقی امور میں مسلمان اور یہود بنی عوف ایک جماعت شمار ہوں گے، ہاں جو ظلم اور عہد شکنی یا کوئی جرم کرے گا، وہ اُس کی جزا کا مستحق ہوگا، اس کے بعد حضورؐ نے یہود کی دوسری جماعتوں کا نام لے کر مثلاً یہود بنی النجار، یہود بنی الحارث یہود بنی ساعدہ، یہود بنی جشم، یہود بنی الاوس کے متعلق بھی تصریح فرمادی ہے کہ ان تمام یہود کے (چونکہ سب نے معاہدہ قبول کر لیا تھا، یہود بنی عوف کی طرح حقوق ہوں گے۔

(ماخوذ از صفحہ ۲۳، ۲۵، ۲۱)

Marfat.com

سیرت ابنِ ہشام جلد اوّل صـ ٢٠١ میں ہے۔

قال ابن اسحٰق وكتب رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم كتابا بين المهاجرين والانصار وادع فيه يهود واقرهم على دينهم واموالهم وشرط عليهم و اشترط لهم:

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحيم

هذا كتاب من محمّد النّبى صلّى اللّٰه عليه وسلّم بين المؤمنين والمسلمين من قريش و يثرب ومن تبعهم فلحق بهم وجاهد معهم وان اليهود ينفقون مع المؤمنين ما داموا محاربين وان اليهود بنى عوف امة مع المؤمنين لليهود دينهم وللمسلمين دينهم مواليهم وانفسهم الا من ظلم واثم فانه لا يوتغ الا نفسه واهل بيته ان اليهود بنى النجار مثل ماليهود بنى عوف وان ليهود بنى حارث مثل ماليهود بنى عوف و ان

ابنِ اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک عہدنامہ مہاجرین اور انصار کے درمیان میں تحریر فرمایا جس میں یہودیوں سے صُلح کی تھی اور ان کو ان کے دین اور اموال پر باقی رکھا تھا اور اُن پر کچھ شرطیں عائد کی تھیں اور کچھ شرطیں ان کے لیے مقرر فرمائی تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر محمد نبی صلّی اللہ علیہ وسلم کی مومنین اور مسلمین قریش اور مدینہ اور ان کے تابعداروں اور ان سے مل جانے والوں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنیوالوں کے درمیان ہے، یہودی لوگ مُسلمانوں کے ساتھ خرچہ برداشت کریں جب تک کہ مُسلمان لڑائی میں مشغول رہیں اور بنی عوف یہودی مسلمانوں کے ساتھ ایک اُمت ہوں گے یہودی اپنے دین اور مُسلمان اپنے دین پر رہیں گے ہر ایک خود بھی اور ان کے موالی بھی (آزاد شدہ غلام اور حلفاء) مگر جس نے ظلم کیا اور مرتکب جرم ہوا تو وہ فقط اپنی اور اپنے گھرانے کی جانوں

Marfat.com

ليهود بني ساعدة مثل ما ليهود
بني عوف وان ليهود بني الاوس
مثل ما ليهود بني عوف وان ليهود
بني ثعلبه مثل ما ليهود بني عوف الا من
ظلم واثم فانه لا يوتغ الا نفسه واهل بيته

کو برباد کرے گا اور بنی نجار کے یہودیوں کے بھی
وہی حقوق ہیں، جو بنی عوف کے یہود کے ہیں اور بنی ساعدہ
کے یہود کے بھی وہی حقوق ہیں، جو بنی عوف کے یہود کے
ہیں اور بنی جشم اور بنی الاوس اور بنو ثعلبہ کے یہود کے بھی
وہی حقوق ہیں، جو بنی عوف کے یہود کے ہیں، مگر جس نے
ظلم کیا اور مرتکب جرم ہوا تو وہ فقط اپنے گھرانے کی جانوں کو برباد کرے گا۔

کتاب الاموال مصنفہ ابوعبیدہ بن القاسم الازدی متوفی ۲۲۴ھ رحمہ اللہ تعالیٰ ص ۲۲۲
میں ہے:

هذا كتاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم بين المومنين
واهل يثرب وموادعة يهودها
هذا كتاب من محمد النبي رسول الله
بين المؤمنين والمسلمين من
قريش واهل يثرب ومن تبعهم
فلحق بهم فحل معهم وجاهد
معهم انهم امة واحدة
دون الناس.

یہ وہ دستاویز ہے، جس میں اس معاہدے کا
ذکر ہے، جس میں مومن کا اور سکانِ مدینہ اور
یہود کے معاہدے کا ذکر ہے۔
یہ فرمان ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
مدینہ اور قریش کے درمیان میں اور ان لوگوں
میں جنھوں نے ان کا اتباع کیا اور ان کے ساتھ
رہا اور ——— ان کے ساتھ ہو کر
جہاد کیا کہ یہ باستثناء دیگر جماعت یہ لوگ ایک ہی
اُمّت ہیں۔

یہ عہد نامہ بہت طویل ہے، جس میں مسلمانوں کے قبائل مہاجرین اور انصار کا تفصیلاً
ذکر کیا گیا ہے اور اسی طرح یہودیوں کے قبائل مختلفہ کا تذکرہ ہے اور ان کے آپس کے شروط
ذکر کئے گئے ہیں، صفحہ ۲۰۳ میں ہے:

والمومنون بعضهم موالی بعض دون الناس وانه من تبعنا من الیهود فان له المعروف والاسوة غیر مظلومین والا متناصر علیهم لخ

اور مسلمان باستثنار دیگر باہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ اور یہودیوں میں جو شخص ہمارا اتباع کرے گا۔ اس کے لیے بھلائی ہے، نہ یہ لوگ مظلوم ہوں گے۔

صفحہ ۲۰۴ میں ہے:

وان الیهود ینفقون مع المؤمنین ماداموا محاربین وان الیهود بنی عوف وموالیهم وانفسهم امة من المومنین للیهود دینهم و للمومنین دینهم الا من ظلم واثم فانه لا یوتغ الا نفسه واهل بیته وان الیهود بنی النجار مثل ما لیهود و بنی عوف.

زمانہ جنگ میں یہود بھی مسلمانوں کے ساتھ اخراجات جنگ برداشت کریں گے اور بنی عوف کے یہود اور ان کے اعوان وانصار مومنین ہی کی ایک اُمت شمار ہوں گے، یہود اپنے دین پر مسلمان اپنے دین پر قائم رہیں گے، مگر ہاں، جس نے ظلم کیا یا مرتکب جرم ہوا، کیونکہ وہ نہیں ہلاک کریگا مگر اپنے نفس کو، اپنے گھر والوں کو اور بنی نجار کے بھی وہی حقوق ہیں، جو یہود بنی عوف کے۔

اس کے بعد متعدد قبائل یہود کو ذکر کیا گیا ہے اور اُن کے ساتھ شرط وغیرہ ذکر کی گئی ہیں، اسی طرح سے اس عہدنامے کا ذکر اور اس کی عبارت مختلف کتابوں میں مذکور ہے کتاب رسالت نبویہ صفحہ ۲۳۰ میں ہے۔

بسم الله الرحمن الرحیم

هذا کتاب من محمد النبی صلی الله عَلَیهِ وَسَلَّم بَین المؤمنینَ والمسلمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے آپس میں درمیان مومنوں اور مسلمانوں

Marfat.com

من قریش ویثرب	کے اور قریش مکہ اور اہلِ مدینہ میں، اور وہ لوگ
وَمن تبعھم فلحق بھم	جنھوں نے اُن کی پیروی کر لی ہے اور ان میں مِل
وجاھد معھم انھم امۃ	گئے ہیں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کیا ہے اس
واحدۃ من دون	اقرار پر کہ یہ سب ایک گروہ ہیں، دُوسرے لوگوں کے
النّاس۔	مقابلے میں۔

صفحہ ۲۳۲ میں ہے:۔

وان الیھود ینفقون مَع	اور اس اَمر پر کہ یہوُد مسُلمانوں کے برابر مالی
المومنین ما داموا محاربین	صَرفہ دیں، جب تک کہ وُہ لڑتے رَہیں اور اس
وان یہود بنی عوف امۃ	اَمر پر کہ یہوُد بنی عوف مسُلمانوں کے ایک گروہ
مع المومنین للیھود دینھم	شمار کئے جائیں گے، یہوُد اپنے دین پر رَہیں اور
وللمسلمین دینھم۔	مسُلمان اپنے دین پر۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وَسلّم نے مسُلمانوں اور یہوُدیوں کو مِلا کر ایک قوم بنا کر دشمنوں کا مقابلہ کیا ہے اور اِس مقابلہ و جنگ میں کچھ شرُوط مسُلمانوں اور اپنے اُوپر یہوُدیوں کے لیے اور کچھ غیر مسُلموں کے اُوپر مسُلمانوں کے لیے مقرّر اور تسلیم فرمائی ہیں اور پھر عہد نامہ میں لفظِ قوم نہیں بلکہ لفظِ اُمّت ذکر فرمایا ہے کہ مسُلمان اور یہوُد ایک اُمت شمار ہوں گے، بخلاف اور لوگوں کے، جو کہ اس عہد نامہ میں داخل نہیں تھے، حالانکہ لفظِ اُمت جناب ڈاکٹر صاحب مرحُوم کے نقطۂ نظر میں قوم سے بہُت ہی بلند پایہ لفظ ہے، وُہ ان کے نزدیک صرف مسُلمانوں پر اطلاق کیا جاتا ہے اور صرف اس جماعت پر بولا جاتا ہے، جس نے ادیانِ سابقہ کو چھوڑ کر ملّتِ ابراہیمی اختیار کر لی ہو اور ڈاکٹر صاحب مرحوم کا خیال یہ ہے کہ مسلمانوں پر بجُز لفظِ امت کے اور دُوسرا لفظ بولا ہی نہیں جاتا ہے، اَب قابلِ غور بات

یہ ہے کہ اگر مسلمان کسی غیر مسلم قوم کے ساتھ ملکر ایک قوم نہیں بن سکتے اور مذہب اس کی اجازت ہی نہیں دیتا، اسلام میں اتنی لچک ہے ہی نہیں کہ وہ کسی علاقے اور رابطے کی وجہ سے کسی حالت اور کسی زمانے میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ قومیت متحدہ پیدا کر سکے؛ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے ساتھ یہ اُمت متحدہ کیسے بنائی اور تمام دیگر اقوام سے علیحدہ ہو کر مسلمان اور یہود بشروط مذکورہ عہدنامہ کی بنا پر کیسے ایک اُمت بن گئے اور پھر اس میں یہ تصریح کردی گئی کہ ہر ایک اپنے دین میں آزاد ہوگا مسلمان اپنے دین پر رہیں گے اور یہود اپنے دین پر، اور پھر طرفہ ماجرا یہ ہے کہ اس میں ایک اُمت قرار دیتے ہوئے (من المؤمنین) کا لفظ فرمایا گیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ متحدہ قوم باوجود ہر ایک کے اپنے اپنے دین میں آزاد ہونے کے، مومنین ہی کی اُمت شمار ہوگی۔

مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو گیا کہ مسلمانوں کا غیر مسلموں سے مل کر ایک قوم بننا یا بنانا نہ تو ان کے نفس دین میں خلل انداز ہے اور نہ یہ اَمر فی نفسہٖ اسلامی قوانین اجتماعیہ کیخلاف ہے، مسلمان اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے ان غیر مسلموں کے ساتھ ملکر جو کہ اپنے دین پر قائم ہیں ایک قوم ہو سکتے ہیں اور زمانہ ہائے سابقہ میں ایک قوم رہے بھی ہیں، اسلام اپنے اندر ایک ایسی لچک رکھتا ہے، بالخصوص اس کا مقابلہ کسی دشمن سے ہو اور زمانہ اس کا متقاضی ہو کہ اپنے اندر بیش از بیش قوت پیدا کی جائے اور دشمن کو شکست دی جائے

اسلام لچکدار مذہب ہے

یہ خیال کہ اسلام بالکل غیر لچکدار مذہب ہے؛ میری سمجھ سے باہر ہے، میں جہاں تک اس کے قوانین کا تتبع کرتا ہوں، وہ غیر مسلموں کے ساتھ ایک ملک میں رہ سکتا ہے، ان کے ساتھ صلح کر سکتا ہے، ان کے ساتھ معاہدے کر سکتا ہے، اُن کے ساتھ معاملات خرید و

Marfat.com

فروخت، شرکت و اجارہ، ہبہ و عاریت، قرض، امانت وغیرہ وغیرہ کر سکتا ہے، وُہ ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، چلنا پھرنا، شادی اور غمی میں شریک ہونا، کھانا پینا وغیرہ وغیرہ کر سکتا ہے مُسلمان غیر مُسلم کا جھُوٹا پانی پی سکتا ہے اور کھانا کھا سکتا ہے مُسلمان کفار کے ممالک کُفر اور دیارِ حرب میں داخل ہو سکتا ہے، ان میں سکُونت اختیار کر سکتا ہے، اپنے سخت ترین دُشمن یہُود و نصاریٰ کی لڑکیوں سے نکاح کر سکتا ہے، ان کے ذبیحہ کو بشرطیکہ وُہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوا ہو کھا سکتا ہے، وُہ غیر مسلم رعایا کے خُون اور مال کو اپنے برابر قرار دیتا ہے، اس قسم کے سینکڑوں قوانین اور اصُول ہیئۃ اجتماعیہ کے دینِ اسلام میں ہیں، جن میں بہت زیادہ نرمی اور وسیع حوصلگی رَواداری غیروں کے ساتھ اختیار کی گئی ہے جو کہ دُوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی، بلکہ کیتھولک عیسائیوں کا اعتراض ہمیشہ اسلام پر یہ رہا ہے کہ وُہ اپنے ماسوا ادیان کو جب کہ رعایا ہوں ایسے حقوق اور آزادی دیتا ہے، جو کہ ان پرستاروں کو دیتا ہے، وُہ ہندُوازم کی طرح تنگدل اور سخت نہیں ہے، جس میں اپنے ماسوا کو ملیچھ اور دُوسروں کی ہاتھ لگائی ہُوئی چیز کو ناپاک بتایا گیا ہے، جس کے قوانین میں قوموں کی قوموں کو شودر اور اچھوت قرار دیا گیا ہے، اس سے نکل جانے والوں کے لیے دروازے بند کر دیئے گئے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ وُہ یہُودی مذہب کی طرح کم حوصلہ نہیں ہے، جس میں غیر اسرائیلی کے ذبیحہ کو حرام اور اقوامِ عالم کا اس میں داخلہ ناجائز قرار دیا گیا ہے، وُہ بودھ ازم کی طرح بے حس بھی نہیں ہے، جس میں اپنی شخصیت کے قائم رکھنے کا کوئی قانُون نہیں ہے۔

بہرحال مذہبِ اسلام، جو کہ ہیئۃ اجتماعیۂ انفرادیہ، انسانیہ کے سچے اصُولوں سے عبارت ہے اور جس کے دو شعبے ہیں، ایک کا تعلق خالق کائنات سے اور دُوسرے کا تعلق مخلُوقات سے خواہ اخلاق و اعمال و عقائد شخصیہ سے متعلق ہوں، یا ہیئات اجتماعیہ خاصہ و عامہ سے وابستہ ہوں، ایک نرم اور نہایت عالی حوصلہ مذہب ہے، وُہ تمام

Marfat.com

عالم اور تمام مذاہب کو اپنی طرف بلاتا بھی ہے اور سب کے ساتھ رواداری کا معاملہ بھی کرنے کے لیے تیار رہتا ہے، غیروں کو باطل پر سمجھتے ہوئے، ان کے ساتھ بود و باش صُلح و معاہدہ، میل جول، معاملات و معاشرت وغیرہ کی اجازت بھی دیتا ہے، یہی معنی اس کی لچک کے ہیں، ہاں لچک معنی کمزوری یا باطل اور ناجائز اخلاق و اعمال کو معمول بہ قرار دینے کے یقیناً صحیح نہیں ہے۔

قومیتِ متحدہ کے مجوّزہ معنی

ہماری مُراد قومیتِ متحدہ سے اس جگہ وُہی قومیتِ متحدہ ہے، جس کی بنا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اہل مدینہ میں ڈالی تھی، یعنی ہندوستان کے باشندے خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، بحیثیت ہندوستانی اور متحدالوطن ہونے کے ایک قوم ہو جائیں اور اس پردیسی قوم سے جو کہ وطنی اور مشترک مفاد سے محروم کرتی ہوئی سب کو فنا کر رہی ہے جنگ کر کے اپنے حقوق کو حاصل کریں اور اس ظالم اور بے رحم قوت کو نکال کر غلامی کی زنجیروں کو توڑ پھوڑ ڈالیں، ہر ایک دوسرے سے کسی مذہبی امر میں تعرض نہ کرے، بلکہ تمام ہندوستان کی بسنے والی قومیں، اپنے مذہبی اعتقادات، اخلاق، اعمال میں آزاد رہیں، اپنے مذہبی رسم و رواج و مذہبی اعمال و اخلاق آزادی کے ساتھ عمل میں لائیں اور جہاں تک ان کا مذہب اجازت دیتا ہو، امن و امان قائم رکھتے ہوئے اپنی اپنی نشر و اشاعت بھی کرتے رہیں، اپنے اپنے پرسنل لا، اور کلچر (تہذیب) کو محفوظ رکھیں، نہ کوئی اقلیت دُوسری اقلیتوں اور اکثریت سے ان امور میں دست و گریباں ہو اور نہ اکثریت اس کی جدوجہد کرے کہ وُہ اقلیتوں کو اپنے اندر ہضم کر لے، یہی وُہ چیز ہے کہ جس کا اعلان کانگریس ہمیشہ کر رہی ہے کانگریس نے اپنے پہلے اجلاس منعقدہ ۱۸۸۵ء میں اپنا پہلا اور ضروری مقصد حسب ذیل

Marfat.com

الفاظ میں ظاہر کیا تھا۔

"ہندوستان کی آبادی، جن مختلف اور متصادم عناصر سے مرکب ہے ان سب کو متحد و متفق کر کے ایک قوم بنانا۔" (روشن مستقبل ص۲۸۱)

مگر باوجود اس اظہار کے، وہ ہمیشہ اعلان کرتی رہی کہ تمام باشندگان ہند اپنے اپنے مذہب، کلچر، پرسنل لاء وغیرہ میں آزاد ہوں گے، اس نے آل انڈیا کانگریس کمیٹی منعقدہ ۸ راگست ۱۹۳۱ء کی تجاویز میں بنیادی حقوق اور فرائض کو مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کیا ہے:

کوئی کانسٹی ٹیوشن (ملکی قوانین و اعلان) جو اس کی طرف سے طے پائے یا جو اس کے وسیلے سے سوراج گورنمنٹ تیار کرے، اس میں امور ذیل کا ہونا بہت ضروری اور لازمی ہے۔

۱. ہر باشندۂ ہندوستان کو حقوقِ ذیل حاصل ہوں گے
یعنی رائے آزادی سے ظاہر کرنا اور اشتراکِ عمل و باہمی اختلاط میں مکمل آزادی اور امن کے ساتھ بغیر اسلحہ کے کسی ایسی اغراض کے واسطے مجتمع ہونا، جو قانون اور اخلاق کے خلاف ہوں۔

۲. ہر باشندۂ ہندوستان کو ضمیر کی آزادی ہوگی اور اپنے مذہب کا اعلان آزادی سے کر سکے گا اور اپنے مذہب کے فرائض و رسوم آزادی سے برت سکے گا، بشرطیکہ اس سے انتظامِ عامہ اور اخلاق میں کوئی نقص نہ واقع ہو۔

۳. ملک کی اقلیتوں کے تمدن اور ان کی زبان اور رسمِ تحریر محفوظ ہونگے نیز ملک کے وہ رقبے جو باعتبار زبان قائم ہیں، ان کا تحفظ ہوگا۔ الخ

Marfat.com

ورکنگ کمیٹی آل انڈیا کانگریس کمیٹی منعقدہ کلکتہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۳۷ء نے مندرجہ ذیل الفاظ میں

اسی مقصد کو زیادہ تر واضح کر کے دُہرایا ہے۔

اقلیّتوں کے حقُوق

کانگریس نے ہندوستان کی اقلیتوں کے بارے میں اپنے نظریئے کا کئی بار اعلان کیا ہے اور صاف بتا دیا ہے کہ کانگریس ان کی حفاظت کرنا اور اُن کے آگے بڑھنے کے لیے یا مُلک کی سیاسی اقتصادی اور تمدنی زندگی میں حصہ لینے کا پُورا پُورا موقع دینا اپنا فرض سمجھتی ہے، کانگریس کا مقصد ہے :۔ مُلک کو آزاد کرنا اور اسے اتحاد کے دھاگے میں باندھنا، جہاں کوئی بھی فرقے اکثریت یا اقلیت کسی دُوسرے کو اپنے فائدے کے لیے نقصان نہ پہنچا سکیں اور جہاں سارے ہندوستان کے فائدے کے لیے مُلک کے سب فرقے مِلکر کام کریں گے، آزادی اور تعاون کے اس مقصد کے معنی یہ نہیں کہ ہندوستان کی مختلف تہذیبوں میں سے کسی پہ دباؤ ڈالا جائے، بلکہ ان سب کو محفوظ رکھا جائیگا۔ تاکہ سب لوگوں کو ہر فرقے کو اپنے اپنے رجحان کے مطابق بغیر کسی رکاوٹ کے اپنی ترقی کا موقع مِل سکے، چونکہ اس مسئلے پر کانگریس کی پالیسی کے بارے میں جو غلط فہمی پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے، اس لیے آل انڈیا کانگریس کمیٹی اپنی پالیسی کا پھر اعلان کر دینا چاہتی ہے اقلیتوں کے حقُوق کے بارے میں ان اصُولوں کو سامنے رکھا گیا ہے۔

۱. ہندوستان کے ہر باشندے کو اپنے خیالات کے آزادی سے اظہار کرنے کا، انجمن اور سوسائٹیاں بنانے اور بغیر ہتھیار کے اَمن کے ساتھ مجمع میں شامل ہونے کا اختیار ہوگا، بشرطیکہ اس کا مقصد قانُون اور اخلاق کے خلاف نہ ہو۔

Marfat.com

۲۔ ہر ایک شہری کو اختیار ہوگا کہ وُہ چاہے جیسے مذہبی خیالات رکھے اور چاہے جس فرقے میں رہے، بشرطیکہ وُہ پبلک کے امن و اخلاق کے خلاف نہ ہو۔

۳۔ اقلیتوں اور الگ الگ زبانوں کے استعمال کرنیوالے صوبوں کی تہذیب زبان اور رسم الخط کو محفوظ رکھا جائے گا۔

۴۔ مذہب اور فرقوں کا خیال کیئے بغیر سب لوگوں کو چاہے عورتیں ہوں یا مرد، قانون کی نظر میں برابر سمجھا جائے گا۔

۵۔ عام ملازمتوں یا ذمہ داری اور عزت کے عہدوں پر تقرری اور تجارت وغیرہ کے بارے میں مذہب اور فرقہ واری کی وجہ سے رکاوٹیں نہ ہوں گی اور نہ اِس بارے میں مرد اور عورت کے فرق کی وجہ سے کچھ مجبوریاں ہوں گی۔

۶۔ سرکاری یا مقامی فنڈ یا کچھ دوسرے لوگوں کی طرف سے رفاہ عام کے لیے بنوائے ہوئے کنوؤں، تالابوں، سڑکوں، اسکولوں اور دوسری جگہوں کے استعمال کے لیے سب لوگوں کے برابر اختیارات ہوں گے سب کے فرض بھی ایک سے ہی ہوں گے۔

۷۔ سرکار کی طرف سے ہر معاملہ میں غیر جانب داری برتی جائے گی، اقلیتوں کے بنیادی حقوق والی تجویز کی یہ دفعات اس بات کو بالکل صاف کر دیتی ہیں کہ ذاتی خیالات، مذہب اور تہذیب کے بارے میں اقلیت کے ساتھ کسی طرح کی دست اندازی نہ ہوگی، وُہ اپنے ذاتی قانون یعنی شرعی اور مذہبی قانون قائم رکھ سکیں گے اور اکثریت ان

Marfat.com

میں کوئی تبدیلی کرانے کیلئے زور نہیں دے سکتی ہے اور نہ دے سکے گی الخ
کانگریس بلیٹین، شائع کردہ آل انڈیا آل انڈیا کانگریس کمیٹی الہ آباد ۲؍ دسمبر
۱۹۳۷ء صفحہ ۱۰، ۱۱، ۱۲

پھر کانگریس ہری پورہ ضلع سورت کے اجلاس عام منعقدہ ۱۹، ۲۰، ۲۱ فروری ۱۹۳۸ء میں اسی تحفظ کی تجویز کو مندرجہ ذیل الفاظ میں اعلان کرتی ہوئی سابقہ تمام تجاویز پر مُہر تصدیق ثبت کرتی ہے:

اقلیّت کے حقوق

کانگریس ہندوستان کے مسلمانوں اور دوسری اقلیتوں میں بڑھتے ہوئے سامراج کے مخالف جذبہ اور جوش کا استقبال کرتی ہے اور ہندوستان کی آزادی کی لڑائی میں، جو سب کے لیے ایک اور یکساں ہے اور جو متحدہ قومی بنیاد پر ہی لڑی جا سکتی ہے، اس میں ان تمام فرقوں اور طبقوں کی متحدہ شرکت کا بھی استقبال کرتی ہے، کانگریس خاص طور پر اقلیتوں کی اس کثیر تعداد کا جو پچھلے سال کانگریس میں شریک ہوئی ہے اور آزادی اور استحصال سے نجات کی جدوجہد اور کش مکش میں اس نے جو اجتماعی طاقت پہنچائی، اُس کا بھی استقبال کرتی ہے، ورکنگ کمیٹی نے اکتوبر ۱۹۳۷ء میں اپنی کلکتہ کی نشست میں اقلیتوں کے حقوق پر جو تجویز پاس کی تھی، اسے یہ کانگریس منظور کرتی ہے اور نئے سرے سے یہ اعلان کرتی ہے کہ ہندوستان کی اقلیتوں کے تمدنی، مذہبی اور لسانی حقوق کی حفاظت کرنا کانگریس کا پہلا فرض اور بنیادی پالیسی ہے، تاکہ حکومت کی کسی بھی ایسی سکیم میں جس میں کانگریس شریک ہو (اقلیتوں) کو ترقی اور نشوونما کا زیادہ سے زیادہ موقع مل سکے اور وہ قوم کی سیاسی اور اقتصادی اور کلچرل زندگی میں پورا پورا حصہ لے سکیں۔

Marfat.com

مذکورہ بالا اعلانات سے ظاہر و باہر ہے کہ خود کانگریس بھی جس متحدہ قومیت کو ہندوستان میں پیدا کرنا چاہتی ہے، اس میں کوئی ایسی بات نہیں چاہتی، جس سے اہل ہند کے مذہب یا ان کے کلچرل و تہذیب اور پرسنل لا پر کسی قسم کا ضرر رساں اثر پڑے، وہ فقط انھیں امور کو درست کرنا اور سلجھانا چاہتی ہے، جو کہ مشترک مفاد اور ضروریات ملکیہ سے تعلق رکھتے ہوں اور جن کو پردیسی حکومت نے اپنے قبضے میں لے کر عام باشندگانِ ہند کو فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے عموماً یہ امور وہی ہیں، جو کہ ٹاؤن ایریا، نوٹیفائڈ ایریا، میونسپل بورڈوں، ڈسٹرکٹ بورڈوں کونسلوں، اسمبلیوں وغیرہ میں داخلی اور خارجی حیثیات سے طے کئے جاتے ہیں۔ ان میں کسی قوم یا مذہب کا، دوسری قوم یا مذہب میں جذب ہو جانا ملحوظ خاطر نہیں ہے، حالانکہ ان مجالس اور ایسوسی ایشنوں کے قوانینِ اجتماعیہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں، مگر نہ اہلِ ہند کو فی زمانہ ان سے مخلصی ہے اور نہ ان میں شریک ہونا، لادینی، اتحاد، دہریت، انجذاب، انہضام وغیرہ مشترکہ شمار ہوتا ہے اور نہ اس خوف سے ان مجالس سے کنارہ کشی ضروری سمجھی جاتی ہے

بہرحال اگر ہم تعلیماتِ اسلامیہ اور تواریخ قدیمہ پر نظر ڈالتے ہیں، تو بھی ہم کو متحدہ قومیت کی بنیاد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ ملتی ہے، جس میں صاف تصریح موجود ہے کہ جملہ اقوام مشترکہ متحدہ اپنے اپنے مذہب اور دین میں آزاد رہ کر ضروریات جنگ اور معاشیات وغیرہ میں ایک قوم اور ایک امت ہوں گی، اور اگر ہم وقائع حالیہ اور مسلمات زمانہ پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بلا نکیر ایسی ایسی سینکڑوں انجمنیں اور مجالس مسلم اور غیر مسلم افراد و اقوام سے مل کر بنتی رہتی ہیں، جن میں بسا اوقات غیر مسلم افراد اکثریت رکھتے ہوتے ہیں اور ان میں کوئی مشترک وجہ باعث تخلیق اور باعثِ انہماک ہوتی ہے، خواہ وہ وجہ اتحادِ قصبہ ہو، یا اتحادِ ضلع، یا اتحادِ صوبہ، یا اتحاد ملک، تجارتی اتحاد ہو یا علمی، فوجی اتحاد ہو، یا معاشی، صنعتی اتحاد ہو یا شعبہ ہائے سیاسی وغیرہ وغیرہ۔ مگر

Marfat.com

ان سب میں داخل ہونا اور ان میں جد وجہد کرنا نہ مخالف مذہب شمار کیا جاتا ہے، نہ مخالف قومیت، نہ ان میں خطرہ الحاد و دہریت پیش آتا ہے، نہ خوف انجذاب وانہضام۔

یورپ کی وطنیّت اور قومیّت سے خوف

ممکن ہے کہ یورپ نے وطنیت اور قومیت کو کسی خاص مفہوم اور کسی خاص ہیئتِ اجتماعیہ کے لیے استعمال کیا ہو اور اس پر وُہ گامزن ہو رہے ہوں اور ان مقاصد اور نصب العین کو اپنے اپنے مذہبی اداروں کے مخالف پاکر مذہب کو سلام کر بیٹھے ہوں، یا مذہب کو صرف پرائیویٹ زندگی شمار کرنے لگے ہوں، مگر کیا یہ ضروری ہے کہ ہمارا اقدام متحدہ قومیت یا وطنیت کی طرف صرف انھیں کیفیات اور لوازم کے ساتھ ہو جو کہ ان کے یہاں ملحوظ رہے ہیں اور ان پر یہ حکم صادر کیا جائے کہ چونکہ متحدہ قومیّت یا وطنیت کے معنی یورپ میں یہ ہیں اور متصادم مذہب اسلام ہے، لہٰذا یہ حرام وممنوع ہے، کون نہیں جانتا کہ آج جمہوریّت کے متعلق یورپ نے بہت سی ایسی باتیں لازم کرلی ہیں، جو کہ اسلام کی تعلیم میں نہیں پائی جاتیں یا اس کے مخالف ہیں، تو کیا اس کی بنا پر یہ فتوےٰ صادر کیا جائے گا کہ جمہوریت قائم کرنا اور اس کی آواز بلند کرنا حرام ہے، حالانکہ اس کی بنیاد اسلام ہی نے رکھی تھی۔

کون نہیں جانتا کہ آج یورپ نے تجارتی اور صنعتی شرکتوں اور کمپنیوں کے لیے مختلف قوانینِ اجتماعیہ بنا رکھے ہیں، جن میں بہت سے اُمور قوانینِ اسلامیہ کے خلاف ہیں، تو کیا یہ فتویٰ صادر کیا جائے گا کہ تجارتی شرکتیں اور کمپنیاں یا صناعتی کمپنیاں اور اسی طرح کی مختلف شرکتیں بنانی ممنوع ہیں، علیٰ ھذا القیاس: فوجی قوانین اور اس کی ایسوسی ایشنیں زراعتی قوانین اور اس کی ایسوسی ایشنیں وغیرہ وغیرہ ہیں۔ یقیناً ہم کو یہی کہنا پڑے گا اور یہی لازم بھی ہے کہ یہ انجمنیں بنانی ضروری ہیں، مگر ان اُمور سے احتراز فرض ہے، جو کہ خلافِ تعلیمِ

Marfat.com

اسلام ہوں، یہی امر ہم کو ملکی اور سیاسی انجمنوں میں بھی ملحوظ رکھنا پڑے گا، اگر کوئی بورڈ خواہ وہ قصبہ کا ہو یا ضلع یا صوبہ وغیرہ کا، خواہ وہ بار ایسوسی ایشن ہو یا ایجوکیشنل ایسوسی ایشن وغیرہ جو امر بھی ہمارے مذہب کے خلاف پاس کرنا چاہے، ہمارا فریضہ ہوگا کہ اپنی پوری جد وجہد اس امر کے خلاف صرف کریں، ہندوستانیوں کی متحدہ قومیت بنانے اور ان میں جذبۂ اتحادِ وطنی پیدا کر کے احساس آزادی کی غرض وغایت یہی ہے کہ اس پردیسی اقتدار سے نجات حاصل کی جائے، جس نے نہ مذہب باقی رکھا ہے نہ مال، نہ حکومت باقی رکھی ہے، نہ قوت، نہ تجارت باقی رکھی ہے، نہ دستکاری، نہ عزت باقی رکھی ہے، نہ روٹی نہ علم باقی رکھا ہے نہ ہنر، نہ زبان باقی رکھی ہے، نہ قلم، نہ خزانے باقی رکھے ہیں، نہ معاش نہ خوشحالی باقی رکھی ہے، نہ فارغ البالی، نہ عفت وعصمت باقی رکھی ہے، نہ عروج و ترقی نہ اخلاقِ حسنہ باقی رکھے ہیں، نہ خودداری وعالی ہمتی، نہ اتحاد و اتفاق باقی رکھا ہے، نہ ہمدردی و انسانی شرافت وغیرہ وغیرہ، اس نے ہر مذہب وملت کو سرزمینِ ہندوستان میں فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے اور اُتارتا جاتا ہے، بالخصوص مسلمانوں کو تو اس نے اسفل السافلین کے درجے میں اپنی ڈپلومیسیوں سے پہنچا دیا ہے اور پہنچاتا جا رہا ہے، بنابریں متحدہ قومیت کا جذبہ جو کہ ان مختلف مذاہبِ ہندیہ میں بجز وطنیت اور کسی ذریعہ سے پیدا نہیں ہو سکتا، پیدا ہونا اور نہایت قوت کے ساتھ پیدا ہونا ازبس ضروری ہے، تاکہ جملہ اقوامِ ہندیہ دوش بدوش ہو کر جنگِ آزادی کریں اور اپنے لیے زندگی اور بہبودی کی صورتیں پیدا کریں، دین اور دنیا کا تحفظ ان کے لیے صرف برطانیہ سے آزادی ہی ہو سکتا ہے، بغیر اس کے اور کوئی صورت ہرگز نہیں، متحدہ قومیت سے غرض ہی اشتراک عمل ہے، وہ مفہوم ہرگز نہیں، جس کو ہمارے مخالف حضرات سمجھ رہے ہیں کہ مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی ایسے نظام کے ماتحت آجائیں، جو کہ لادینی اور دہریت کا مرادف ہو۔

Marfat.com

ایک اصل خطرہ

باقی رہا یہ خطرہ کہ سیاسی مسائل میں روزمرہ کا انہماک، دوسری قوموں سے مل کر رہنا

انتظامی امور اور دفاعی اشیاء پر انتہائی توجہ وغیرہ وغیرہ دین اور مذہب سے بے پرواہ بنا دیں

گے اور رفتہ رفتہ یہ تمام ملتیں ہٹ جائیں گی اور صرف لادینی اس قوم کے افراد میں وجہ اشتراک

رہ جائے گی، بالکل بے موقع ہے، یہ اسی وقت میں ہو سکتا ہے، جب کہ مذہب کے

تحفظ کا خیال اور مذہبی عزائم کی پختگی نہ ہو، بہرحال ضروری اور لازم ہے اور اسی بنا پر ہمیشہ ایسی

ایسی تجاویز کانگریس میں آتی اور پاس ہوتی رہتی ہیں، جن کی وجہ سے مذہب اسلام کے

تحفظ اور وقار کو ٹھیس نہ لگے، یہ امور آج کل کے موجودہ جوارات سیاسیہ اور اقتصادیہ اور

دیگر انجمنوں اور دنیاوی مشاغل سے بھی پیدا ہوئے اور پیدا ہو سکتے ہیں، بلکہ انگریزی تعلیمات

کالجوں اور یونیورسٹیوں اور اسکولوں وغیرہ کی اس کے لیے بہت بڑا ذریعہ بنی ہیں، آج

ان مراکز تعلیمہ سے فارغ ہونے والے مسلمان فی صدی اسی اور نوے ملحد اور بے دین

ہیں، نہ اُن کی صورتیں اسلامی ہیں، نہ سیرتیں، نہ عقائد اسلامی ہیں نہ اعمال و اخلاق۔ بڑے

بڑے دعوے دار اسلامیت و مذہبیت ایسے ہیں، جن کی صورت اور لباس میں اور

انگریز کی صورت اور لباس میں فرق نہیں معلوم ہوتا اور یہ کیوں نہ ہو، خود لارڈ میکالے کا

مقالہ ہے کہ

> "ہمارا مقصد ہندوستان میں تعلیم سے یہ ہے کہ ایسے لوگ پیدا ہوں، جو کہ
> رنگت اور نسل کی حیثیت سے ہندوستانی ہوں اور دل و دماغ کی
> حیثیت سے انگریز۔"

پھر کیا یہ فتویٰ صادر کیا جائے گا کہ انگریزی تعلیم اور انگریزی کالج، اسکول، یونیورسٹیاں

Marfat.com

سب کی سب گولی مارنے کے قابل ہیں، ان کے پاس بھٹکنا نہ چاہیئے، حالانکہ اس تعلیم اور اس پروگرام کا یہ اثر مشاہدے میں بھی آچکا ہے، متحدہ قومیت کا یہ خطرہ ابھی تک خطرے ہی کے درجے میں ہے، یورپ میں جو حالات ہیں، وہ مقیس علیہ بننے کے قابل نہیں، وہ ہمیشہ سے مادیت پرست ہیں، ان کے پاس پہلے بھی مذہب کہاں تھا اور اگر تھا تو کس درجہ کا تھا اور کیا تھا۔ نیز ان کے لیے تحفظ مذہب کا کوئی دعویدار اور پروگرام ہی نہ تھا۔

ہندوستان کے نوجوان اور تعلیمیافتہ مسلمانوں میں لادینی اور الحاد و دہریت کی زہریلی گیس انگریزوں کے اختلاط اور ان کی حکومت و تعلیمات وغیرہ سے روزافزوں ہے، باوجودیکہ نہ انگریز کسی قانون یا حکم کے ذریعے سے انکو مجبور کرتا ہے اور نہ وہ اکثریت میں ہی ہے، مگر مسلم عوام اور بالخصوص نوجوانوں میں انگریز کی تقلید کا جذبہ اور شعائر و عاداتِ اسلامیہ سے نہ صرف بیگانگی، بلکہ نفرت، بڑھتی جارہی ہے، اس لیے اس کا سبب صرف متحدہ قومیت کو قرار دینا سخت غلطی ہے۔ اگر یہ ہوتا، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حامی نہ ہوتے، ہاں اس کا اصلی سبب دین و مذہب سے ناواقف ہونا اور مذہب پر پختہ نہ ہونا ہے جوکہ انسان کو ہر تہذیب اور ہر مذہب کے سامنے جھکا دیتا ہے۔ ہندوؤں نے صوبہ یو، پی اور بالخصوص ضلع دہلی میں باوجود مسلمانوں کے اقتدار و بادشاہت اور تقریباً ایک ہزار برس تک پوری شان و شوکت سے حکومت کرنے کے، اپنی چوٹی دھوتی تہذیب، مذہب کسی کو نہ چھوڑا، ان مقامات میں فیصدی سولہ سے زیادہ مسلمان، ترقی، نہ کرسکے، ان کی وجہ بجز ان کی پختگی مذہبی اور ذرائع تحفظ مذہب کے اور کسی دوسری چیز کو قرار نہیں دیا جاسکتا، مصر وغیرہ میں دہریت و لادینی باوجود مسلمانوں کی اکثریت کے اور باوجود عدم متحدہ قومیت بین الملل کے نہایت سرگرمی کے ساتھ بڑھتی جارہی ہے اور دور دراز ممالکِ ہندیہ وغیرہ میں بحمد اللہ بہ نسبت مصر و شام وغیرہ تدین بڑے درجہ تک

Marfat.com

محفوظ ہے، کیا اس کو بجز رسوخ فی الدین اور حاملین مذہب کے ذرائع تحفظ میں سعی و اجتہاد کے کسی دوسری چیز کا مرہونِ منت قرار دیا جاسکتا ہے، خلاصہ یہ کہ محض متحدہ قومیت کو بالخصوص ان تحفظات کے ہوتے ہوئے دہریت والحاد و بے دینی و لامذہبی کا ذریعہ قرار دینا معقول نہیں ہے اور انہماک تو کسی چیز میں، جب کہ وہ غیر مذہب ہو دین سے غفلت اور لادینی لاتا ہی ہے۔

نظامِ اسلامی کی

دوسرے نظام کے ساتھ شرکت

اسی طرح یہ کہنا کہ نظامِ اسلامی اور اس کا پابند کسی دوسرے نظام کے ساتھ، شریک ہی نہیں ہوسکتا، غیر قابلِ قبول امر ہے، قوانینِ اسلامیہ اور احکامِ شرعیہ نے اگرچہ بہت سے امور میں کوئی نہ کوئی تجویز قائم کر دی ہے، مگر بے شمار امور کو زیر اباحت و اجازت رکھا ہے جن میں ہم کو اختیار ہے کہ اپنی صوابدید کے مطابق عمل کریں، ان ہی امور میں بادشاہتیں اور ان کے احکام اور انجمنیں وغیرہ اپنے اپنے آراء و اعمال کو کام میں لاتی رہتی ہیں، زراعتی یا تجارتی یا صناعتی انجمنیں یا دیگر مجالس اگر اس قسم کی تجاویز بنائیں، اور اس کے عملی کارناموں پر گامزن ہوں تو ہم کو ان میں شریک ہونا باوجود اسلامیت کسی طرح بھی ممنوع نہ ہوگا، بہت سے اجتماعی احکام شریعت میں ایسے بھی ہیں، جو کہ صرف اسلامی بادشاہت پر موقوف رکھے گئے ہیں، ان کے مخاطب افراد نہیں ہیں، بلکہ سلاطین اور خلفاء اسلام ہیں، جب سلطنت حاصل نہ ہو، افراد و احاد اسلام کو ان پر عمل کرنا لازم ہوگا نہ مباح، ایسی حالت میں احاد کا فریضہ صرف یہ ہوگا کہ وہ حسبِ استطاعت صرف اس کی جدوجہد کریں کہ اسلامی حکومت قائم ہو، عموماً حدود و قصاص، تعذیرات وغیرہ اسی قبیل

Marfat.com

سے ہیں، اس سے پہلے اُن کو مباح اور جائز ہو گا کہ مصالح ملکیہ و منافع ملیہ کے قریب تر...
اور مناسب تر احکام کو جاری کرانے کی تدابیر کریں، پس ایسے اجتماعی احکام کی آڑ لے کر سلام
کو کسی دُوسرے اجتماعی اداروں سے ممنُوع الاتحاد والاجتماع قرار دینا کس طرح قرین
صواب ہو سکتا ہے۔

ایک شخصی قوم میں مختلف حیثیات کا

اجتماع ناممکن ہے

جس طرح ایک شخص ایک زمانے میں ایسی مختلف حیثیتوں کو شخصی طور پر جمع کر سکتا
ہے جن کے فرائضِ منصبی اور لوازم جُدا جُدا ہو سکتے ہیں (کسی کا باپ، کسی کا بیٹا، کسی کا داماد
کسی کا خُسر، کسی کا اُستاد، کسی کا شاگرد، کسی کا بادشاہ، کسی کا مرید ہو سکتا ہے اور ہر
ایک کے فرائض جُدا جُدا ادا کر سکتا ہے) اسی طرح وُہ مختلف جماعتوں اور انجمنوں کا بھی
ایک زمانے میں ممبر ہوتا ہوا ان کے اصولِ مختلفہ اور قوانینِ متشتتہ کا پابند بھی ہو سکتا ہے،
ممکن ہے کہ وُہ ایک طرف بار ایسوسی ایشن کا ممبر ہو اور دُوسری طرف میونسپل بورڈ یا صُوبہ یا
مُلک کی اسمبلی کا ممبر بھی ہو اور اسی زمانے میں ٹریڈ یونین اور ایجوکیشن بورڈ وغیرہ سے بھی تعلق
رکھے اور سب کے فرائض ادا کرے، بعینہٖ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وُہ کسی ایک یا متعدد غیر
مُسلم جماعتوں کے ساتھ وطن یا پیشہ یا نسب وغیرہ کی بناء پر متحدہ قومیت بھی رکھے اور تمام
عالم کی اقوام مسلمہ کے ساتھ وُہ اتحاد ملت کا علمبردار بھی ہو اور ہر ایک کے ساتھ حسب معاہدہ
اور حسبِ ہدایات مذہب فرائضِ منصبیہ کو پُوری طرح ادا کرتا رہے، قرآن شریف میں
ہے:

آیت مذکورہ صاف طور سے واضح کر رہی ہے کہ اسلام کی عالمگیر برادری کے ساتھ

Marfat.com

مسلمان غیر مُسلم قوم سے بھی تعلقات قائم کر سکتا ہے اور اسلامی برادری کی امداد و اعانت کرتا ہوُا، ان معاہدوں کی پابندی کرنے کا بھی جو اُس نے غیر مُسلم قوم کے ساتھ کئے ہوں، مخاطب ہو سکتا ہے، بلکہ اس امر کا بھی مکلّف ہوگا کہ اگر کوئی دفعہ اس معاہدے کی، جو اس نے کسی غیر مُسلم قوم سے کیا تھا، اسلام کی عالمگیر برادری امداد و اعانت کے خلاف واقع ہو تو اس کو دفعہ کی پابندی کرنی ہوگی اور اسلام کی عالمگیر برادری کی اعانت سے اس وقت دست کشی کرنی ضروری ہوگی،

خلاصہ یہ کہ مسلمانانِ ہند، ہندوستان میں رہ کر اور یہاں کے غیر مُسلم اقوام کے ساتھ ایک قوم ہندوستانی بن کر مسلمان بھی رہ سکتے ہیں اور اپنے مذہب، کلچر، پرسنل لاء، زبان، حقوق کے محافظ بھی ہو سکتے ہیں اور ان کے تحفظ کے لیے ہر قسم کی تدابیر بھی عمل میں لا سکتے ہیں اور ان سب اُمور کے ساتھ ساتھ تمام عالمِ اسلامی کے ساتھ (خواہ وُہ افغانستان کے باشندے ہوں، یا ایران، عراق، حجاز، یمن، شام، فلسطین، مصر، ایشیائے کوچک وسط ایشیا، افریقہ، یورپ، امریکہ وغیرہ کے) اسلامی تعلقات قائم کر سکتے ہیں، اور حسبِ ہدایاتِ اسلامیہ تمام فرائضِ یگانگت واتحاد دینی اُدا کر سکتے ہیں، ان میں آپس میں تعارض ہے ہی نہیں، اس کی بنا پر نہ ان کے آپس کے علائق اسلامیہ اور رشتۂ یگانگت میں فرق پڑتا ہے اور نہ دُوسرے مُلکوں کے مُسلمانوں کے رشتۂ یگانگت میں کوئی تصادم ہو سکتا ہے

رئیس الاحرار مولانا محمد علی مرحوم راؤنڈ ٹیبل کانفرنس (گول میز کانفرنس) میں ۱۲ ستمبر ۱۹۳۲ء کو آخری تقریر کرتے ہوُئے فرماتے ہیں۔

> ایک لفظ میں مُسلمانوں کی پوزیشن کے متعلق کہنا چاہتا ہوُں جس کی تفصیل میں دُوسرے موقعہ پر کروں گا، انگلستان میں اکثر لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں کہ سیاسیات کو اس سے (مذہب سے) علیحدہ کر دیں۔ یہ کوئی شدت

آمیز عقیدہ نہیں ہے ، نہ یہ ظاہری رسوم کا مجموعہ ہے ، مذہب میرے خیال کے مطابق حیاتِ انسانی کی تشریح کا نام ہے ، میرے پاس ایک تمدن ہے ، ایک ضابطۂ اخلاق ہے ، زندگی کا ایک نظریہ ہے اور حیاتِ اجتماعی کے لیے ایک مکمل نظام ہے ، جس کو اسلام کہتے ہیں ۔ خدائے برتر کے حکم کے سامنے میں اولاً مسلمان ہوں ، دوئم مسلمان ہوں اور آخر مسلمان ہوں اور سوائے مسلمان کے کچھ نہیں ہوں ، اگر تم مجھ سے اپنی قوم اور اپنی سلطنت میں اس نظام ، اس ضابطۂ اخلاق اور اس شریعت کو چھوڑ کر شریک ہونے کے لیے کہو گے ، تو میں اس کیلئے تیار نہ ہوں گا ، یہ میرا پہلا فرض اپنے خالق کی جانب سے مجھ پر عاید ہوتا ہے اور یہی ڈاکٹر مونجے کا خیال ہے :
اور جہاں تک اِس فرض کا تعلق ہے ، ان کو پہلے ہندو ہونا چاہیئے اور مجھ کو پہلے مسلمان ، لیکن جن امور کا ہندوستان سے تعلق ہے ، ہندوستان کی آزادی سے تعلق ہے ، ہندوستان کی فلاح و بہبودی سے تعلق ہے میں اوّل ہندوستانی ہوں ، دوئم ہندوستانی ہوں اور آخر ہندوستانی ہوں اور ہندوستانی کے سوا کچھ نہیں (نعرہ تحسین)

میں ان مساوی المساحت دوائروں سے تعلق رکھتا ہوں جن کے دو مرکز ہیں ، ایک ہندوستان ، دوسرا دنیائے اسلام ، جب میں ۱۹۲۰ء میں وفد خلافت کے صدر کی حیثیت سے انگلستان آیا ، تو میرے دوستوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کو اپنے سامان کے لیے کوئی نشان خصوصی مقرر کر لینا چاہیئے ، میں نے اس پر عمل کیا اور اس کو دو دوائروں میں تقسیم کر دیا ۔
ایک دائرے میں لفظ ہندوستان تھا اور دوسرے دائرے میں

Marfat.com

"اسلام" لفظِ خلافت کے پہلو میں موجود تھا، ہم بحیثیت مسلمانانِ ہند دونوں
دائروں میں شامل ہیں اور ان دونوں دائروں سے تعلق رکھتے ہیں جن میں
سے ہر ایک تیس کروڑ نفوسِ انسانی پر مشتمل ہے، یہ اس وقت کے
انکشافاتِ مردم شماری پر مبنی ہے، بعد کے انکشافات بتلا رہے ہیں
کہ دائرۂ اسلام ساٹھ کروڑ سے زیادہ نفوسِ انسانی اپنے اندر رکھتا ہے،
اور دائرۂ ہندوستان ۳۵ کروڑ پر مشتمل ہے، اور ہم ان میں سے کسی
کو چھوڑ نہیں سکتے، ہم قوم پرست نہیں ہیں، بلکہ ہمارا مُلک اس سے بہت
زیادہ وسیع ہے۔ "مدینہ"، بجنور مورخہ ۲ ، فروری ۱۹۳۸ء

الغرض ہمارے سامنے دو مسئلے درپیش ہیں، ایک ذاتی اور دائمی مسئلہ ہے،
اور دوسرا عارضی اور خصوصی، پہلا مسئلہ نجات عامہ کا ہے، جس میں عالمِ بشری کو خداوند برتر
کے عذاب دائم اور اس کے غضب سے رستگاری اور خلاصی دلانا، اس کی روحانی
آلودگیوں اور کثافتوں کو دور کرنا اور ہر دو عالم کی حقیقی ترقیوں کو حاصل کرنا اور حیات
ابدی اور فلاح سرمدی پر فائز ہونا مقصود ہے، یہی نصب العین، مذہب اسلامی اور
اس کے مقدس بانی کا ہے، اس مقصد کے حصول کے لیے مذہب کے عالمگیر قوانین ہمیشہ
سے تمام عالم اسلامی میں کارفرما ہیں اور رہنے چاہئیں، ان میں کوتاہی اور ادنیٰ درجے
کی بھی تقصیر نہ صرف مسلمانوں کو ضرر رساں ہے، بلکہ تمام عالم بشری کو نقصان پہنچانے والی
ہے، دوسرا مسئلہ ہندوستان اور اس کے باشندوں کی موجودہ مصائب سے
نجات کا ہے، یہ مسئلہ عارضی اور خصوصی ہے اور صرف اس زمانے تک ہے جب
تک کہ تمام باشندگان ملک حلقۂ اسلام میں داخل ہو جائیں، سب کے سب مسلمان

Marfat.com

ہو جانے کے بعد اس کا مطالبہ نہیں رہ سکتا، جیسا کہ مَیں پہلے بھی عرض کر آیا ہُوں کہ اس پردیسی اور خوُد غرض اور سنگدل اور وحشی قوم کے تسلطِ جابرانہ نے تمام ہندُوستانیوں اور بالخصُوص یہاں کے مُسلمانوں کو ہر طرح سے فنائیت کے درجہ تک پہنچا دیا ہے، جیسا کہ ڈبلیو' ایس' بلنٹ کہتا ہے،

" مَیں ہندُوستان کے مالیہ کے اسرار بہترین اُستادوں سے حاصل کر رہا ہُوں اور یہ مسلّم گورنمنٹ کے سیکرٹری اور کمشنر وغیرہ ہیں، مَیں اس مطالعے سے جس نتیجے پر پہُنچا ہُوں، وُہ یہ ہے کہ اگر ہم اسی طرح مُلک کو ترقی دیتے رہے تو ایک دن وُہ آئے گا کہ جب کہ ہندُوسانی مجبُور ہو کر ایک دُوسرے کو کھانے لگیں گے، کیونکہ ان کو کھانے کے لیے سوائے اپنے ہم جنسوں کے دُوسری چیز ہی نہ مِل سکے گی۔

قریب زمانہ میں اہلِ ہند کے لیے سوائے ہر قسم کی ہلاکت اور بربادی کے اور کوئی صُورت نہ ہوگی، پھر یہ بھی نہیں کہ یہ بربادی صرف حدودِ ہندوستان تک محدُود ہو، بلکہ اس غلُامی اور اس تسلّط کی وجہ سے دُوسرے ممالک کی مشرقی اقوام اور اسلامی ممالک کی آزادی اور رفاہیت، بلکہ زندگی بھی روز بروز فنا کی جا رہی ہے، ہندُوستانی فوجیں، ہندُوستانی خزائن، ہندُوستانی اسلحہ، ہندُوستانی رسیدیں وغیرہ، دُوسرے ممالک اور اقوام کی بربادی کا ذریعہ بنائے جاتے ہیں اور بنائے جا چُکے ہیں، مسٹر ٹیپر فرمین ممبر ہاؤس آف کامنس اور صدر کامن ویلتھ آف انڈیا لیگ کہتا ہے:

بعض اوقات کہا جاتا ہے کہ اگر ہندُوستان کو ہوم رول مل گیا، تو عوام جمہُور پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹ پڑے گا، ایک سو برس کے برطانوی راج سے جو مصیبت ہندُوستان پر نازل ہُوتی ہے، اس سے زیادہ مصیبت

Marfat.com

ناممکن ہے۔

(مدینہ بجنور جلد ۱۹ نمبر ۲۲ مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۳۰ء از انڈین نیوز لندن)

سرجان شور ۱۸۲۳ء میں لکھتا ہے :

انگریزی حکومت کی ہیں ڈالنے والی زیادہ ستانی نے ملک اور اہلِ ملک کو اتنا مفلس کر دیا ہے کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔

سر ولیم ڈگبی پراسپرس برٹش انڈیا میں لکھتا ہے : (۱۹۰۱ء)

مگر اس میں شبہ نہیں کہ آج ہندوستان، اس سے زیادہ شرمناک طریقے پر لوٹا جا رہا ہے، جتنا کہ اس سے پہلے کبھی لوٹا گیا تھا، ہماری ابتدائی حکومت کی باریک چابک اب آہنی زنجیر بن گئی ہے، کلایو اور ہسٹنگز کی لوٹ اس نکاسی کے مقابل ہیچ ہے، جو روز افزوں ترقی کے ساتھ ایک ملک کو دوسرے ملک کا خون جان بہا کر مالا مال کر رہا ہے "۔

ہندوستان پر اس جابر و بے رحم سنگدل حکومت کی وجہ سے جن جن مصائب کے پہاڑ ٹوٹے ہوئے ہیں اور جس طرح یہاں کے باشندے برباد ہوئے اور ہوتے جا رہے ہیں، ان کی تفصیل کی کہانی اگر انگریز مصنفوں کی ہی زبانی لکھی جائے، تو اس کے لیے بھی دفتر کے دفتر ضروری ہیں، ان مصائب سے تمام ہندوستانی بالخصوص مسلمان بہت زیادہ برباد ہو رہے ہیں۔ اس لیے ازبس ضروری ہے کہ جس قدر بھی ممکن ہو، جلد از جلد اس سے نجات کی کوئی صورت اختیار کی جائے اور اس کو تمام ہندوستانی اقوام کے مسلمان ہو جانے تک موخر نہ کیا جائے، اگر خالص اسلامی حکومت قائم کرنے کی سردست طاقت نہ ہو تو اہون الضررین، اور اخف البلیتین کو ضرور بالضرور عمل میں لایا جائے، جو کہ شرعی حکم ہے، جو کہ فریضۂ جہاد ادا کرنے اور اس کے عمل میں لانے کے لیے کسی خاص ہتھیار

Marfat.com

اور خاص طریقۂ جنگ کی قید نہیں ہے۔ بلکہ ہر وُہ عمل اور ہر وُہ ہتھیار جو کہ دشمن کو زک پہنچا سکے اور اس کے اقتدار اور شوکت میں ضرر رساں ہو، وُہ اختیار کرنا لازم اور واجب ہوگا۔ یہی مقصد آزادیٔ ہند اور سوراج اور مکمل آزادی کے الفاظ سے اَدا کیا جاتا ہے۔

یورپ نے عمُوماً اور بَرطانیہ نے خصُوصاً عالمِ انسانی میں اسلام کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے، اس سے پہلے کبھی کسی قوم اور مُلک نے نہیں پہنچایا تھا، صرف افریقہ اور ایشیا سے بہتر لاکھ چوہتر ہزار چھ سو تیس میل مربع (۷۲۷۴۶۳۰) مسلمانوں کی جائیداد چھینی گئی اور اگر یورپ کی بھی مسلم جائدادوں کو ملالیا جائے، تو تقریباً نوّے لاکھ مربع میل سے زائد اس سرزمین کا حصّہ پڑے گا، جہاں پر اسلامی اقتدار کا خاتمہ کیا گیا ہے، اور عیسائی اقتدار کو قائم کیا گیا ہے، چونکہ اس آزادی کے لیے حسبِ تجربہ و عقل سب سے زیادہ کارآمد چیز ہندُوستانیوں کے لیے متحدہ قومیت ہے، اس لیے برطانوی اربابِ سیاست کو یہ چیز نہایت زیادہ کھٹکتی رہی ہے اور آج تو اور بھی زیادہ خطرہ ان کو دکھلائی دے رہا ہے، اسی بنا پر ہندُوستان کی حکُومت کے لیے ڈیوائڈ اینڈ رول (لڑاؤ اور حکُومت کرو) کا زہریلا نسخہ تجویز کیا گیا، اور ابتدا سے یہی ناپاک زہر، خوشگوار اور میٹھے شربتوں میں حل کر کے پلایا گیا اور آج تک پلایا جا رہا ہے، جس کی وَجہ سے بَرطانوی اقتدار اپنی پُوری قوت کے ساتھ قائم ہوا اور خدا جانے کب تک قائم رہے گا، جس کا اعتراف سرجان مینارڈ، وغیرہ مدبرین برطانیہ کو ہمیشہ سے رہا ہے، اور اسی خطرے کو پروفیسر سیلے ایکسپنشن آف انگلینڈ میں مذکورہ ذیل الفاظ میں ظاہر کرتا ہے۔

> اگر ہندُوستان میں متحدہ قومیت کا کمزور جذبہ بھی پیدا ہو جائے اور اس میں اجنبیوں کے نکالنے کی کوئی عملی رُوح نہ بھی ہو، بلکہ صرف اس قدر احساس عام ہو جائے کہ اجنبی حکُومت سے اتحادِ عمل ہو، ہندُوستانیوں کے لیے

Marfat.com

شرمناک ہے، تو اسی وقت سے ہماری شہنشاہیت کا خاتمہ ہو جائے گا
کیونکہ ہم درحقیقت ہندوستان کے فاتح نہیں ہیں اور نہ اس پر فاتحانہ
حکمرانی کر سکتے ہیں، اگر ہم اس طرح کی حکومت کرنی بھی چاہیں گے، ــــ تو
اقتصادی طور پر قطعاً برباد ہو جائیں گے۔

اسی بنا پر مدبرینِ برطانیہ کی ساحرانہ چالیں عرصہ دراز سے بلکہ ابتدائی تسلط سے بروئے
کار آئیں اور آج تک سرگرم فسوں کاری ہیں، لٹریچر لکھے گئے، تصانیف کی گئیں، لکچر دیئے
گئے، پمفلٹ شائع کئے گئے، ہندوستانی سادہ لوحوں کو سمجھایا گیا، ان کے دل اور دماغ
کو ماؤف بنایا گیا، جو چیز یورپ کے لیے تریاق بنائی جاتی تھی، اسی کو ہندوستانیوں اور بالخصوص
مسلمانوں کے آگے زہر ہلاہل دکھایا گیا (دیکھو مسٹر بک اور مسٹر مارین وغیرہ پرنسپل علی گڑھ کے
آرٹیکل لکچر اور کارنامے) ان کے قلوب میں اس کی نفرت بٹھائی گئی اور بتایا گیا کہ اس سے
تمہاری مذہبیت کی روح فنا ہو جائے گی، تمہاری مذہبی تعلیم، مذہبی فرائض اور احکامِ مذہبی
اتحاد و انتظام، سب کے سب برباد ہو جائیں گے، آج اس فلسفے کے پروپیگنڈے
کے لیے علمبردارانِ مذہب اور حاملانِ شریعت پر آوازے کسے جاتے ہیں، اور مغرب زدہ
تفریح میں مبتلا ہونے والے علماء مغربی لعنت میں گرفتار مذہبی پیشوا وغیرہ کے الفاظ خادمینِ
دین کے متعلق استعمال کئے جاتے ہیں، اور تعجب ہے کہ وہ اشخاص جن کی عملی زندگی مذہب
اور اہلِ مذہب سے کبھی لگاؤ کا ثبوت نہیں دیتی، وہ مذہب اور تدین میں ہمیشہ سے غرق
ہونے والے خدامِ مذہب پر ایسے آوازے کستے ہیں، بہرحال ساحرینِ برطانیہ کا یہ جادو
بہت زور و شور سے عرصہ سے چل رہا ہے، سرسید جیسا قومی غیور اور جری و ذکی الطبع
انسان جس نے اپنی سیاسی اور قومی ہمدردی و بہادری کا ثبوت اپنی کتاب "اسبابِ
بغاوتِ ہند" اور دیگر عملی زندگیوں سے دیا تھا اور ہندوستانی متحدہ قومیت کے متعلق مندرجہ

ذیل الفاظ تک کہتا ہے :

قوم کا اطلاق ایک مُلک کے رہنے والوں پر ہوتا ہے ۔ یاد رکھو ! کہ ہندو اور مسلمان ایک مذہبی لفظ ہے ، ورنہ ہندو اور مسلمان اور عیسائی بھی جو اس مُلک کے رہنے والے ہیں، اس اعتبار سے سب ایک قوم ہیں، جب یہ سب گروہ ایک قوم کہے جاتے ہیں ، تو ان سب کو مُلکی فائدے میں جو ان سب کا مُلک کہلاتا ہے ، ایک ہونا چاہیئے، اب وہ زمانہ نہیں کہ صرف مذہب کے خیال سے ایک مُلک کے باشندے دو قومیں سمجھی جائیں ۔

(مجموعہ لیکچر سر سید ص ۱۶۷ ۔ روشن مستقبل ص ۲۵)

دوسرے موقعہ پر

جس طرح آریہ قوم کے لوگ ہندو کہلائے جاتے ہیں، اسی طرح سے مسلمان بھی ہندو یعنی ہندوستان کے رہنے والے کہلائے جاتے ہیں ،

(سر سید کے آخری مضامین ص۵۵)

تیسرے موقعہ پر

آپ نے جو لفظ (اپنے لئے) ہندو کا استعمال کیا ہے ، وہ میری رائے میں درست نہیں ، کیونکہ ہندو میری رائے میں کسی مذہب کا نام نہیں ہے، بلکہ ہر شخص ہندوستان کا رہنے والا اپنے تئیں ہندو کہہ سکتا ہے، پس مجھے نہایت افسوس ہے کہ آپ مجھ کو باوجود اس کے کہ میں ہندوستان کا رہنے والا ہوں، ہندو نہیں سمجھتے ۔

(سفرنامہ پنجاب سر سید ص۱۳۹ روشن مستقبل ص۲۷)

Marfat.com

ہندو مسلم اتحاد کے بارے میں :

ہم نے متعدد دفعہ کہا ہے کہ ہندوستان ایک خوب صورت دلہن ہے اور ہندو اور مسلمان اس کی دو آنکھیں ہیں، اس کی خوب صورتی اس میں ہے کہ اس کی دونوں آنکھیں سلامت و برابر رہیں، اگر ان میں سے ایک برابر نہ رہی تو وہ خوب صورت دلہن بھینگی ہو جائے گی اور اگر ایک آنکھ جاتی رہی تو کانی ہو جائے گی۔

(سر سید کے آخری مضامین) ص۵۵

مسٹر بیک اور مسٹر ماریسن اور مسٹر ارچبولڈ وغیرہ انگریزوں کی سحر نوازیوں سے اس قدر مسحور ہوا کہ نہ صرف متحدہ قومیت میں شرکت کرنے اور اس کی ترغیب دینے سے گریز کرنے لگا، بلکہ کانگریس اور سیاسیات کی مخالفت کرنے اور متحدہ قومیت سے مسلمانوں کو نفرت دلانے اور انگریزی حکومت کی تقویت وغیرہ میں بیش از بیش حصہ لینے لگا اور اسی کو مسلمانان ہند کے لیے آب حیات سمجھنے لگا، چنانچہ مولانا شبلی نعمانی مرحوم مسلم گزٹ لکھنؤ میں فرماتے ہیں

وہ پُر زور دست و قلم، جس نے رسالہ اسباب بغاوت ہند لکھا تھا، اور اس وقت لکھا تھا، جب کہ کورٹ مارشل کے ہیبت ناک شعلے بلند تھے، وہ بہادر جس نے پنجاب یونیورسٹی کی مخالفت میں لارڈ لٹن کی اسپیچوں کی دھجیاں اڑا دی تھیں، اور جو کچھ اس نے ۳ آرٹیکلوں میں لکھا۔ کانگریس کا لٹریچر حقوق طلبی کے متعلق اس سے زیادہ پُر زور لٹریچر نہیں پیدا کر سکتا، وہ جان باز جو آگرہ کے دربار سے اس لیے برہم ہو کر چلا آیا تھا کہ دربار میں ہندوستانیوں اور انگریزوں کی کرسیاں برابر درجے پر نہ تھیں، وہ انصاف پرست جس نے بنگالیوں کی نسبت کہا تھا کہ میں اقرار کرتا ہوں کہ ہمارے

Marfat.com

مُلک میں صرف بنگالی ایسی قوم ہیں جن پر ہم واجبی طور پر فخر کر سکتے ہیں اور
یہ صرف انھیں کی بدولت ہے کہ علم و آزادی اور حبِّ وطنی کو ہمارے
مُلک میں ترقی ہوئی، مَیں صحیح طور پر کہہ سکتا ہُوں کہ وُہ بالیقیں ہندوستان کی
قوموں کے سرتاج ہیں، حالات اور گردوپیش کے واقعات نے اس کو
اس پر مجبُور کیا کہ اُس نے تمام اسلامی پبلک کو پالیٹیکس سے روک دیا۔
یہ کیوں ہوَا، کن اَسباب سے ہوَا، کس چیز نے دفعتًا یہ اختلاف پیدا کر دیا
اِن سوالات کا جواب دینا آج غیر ضُروری بلکہ مضر ہے، آج اجتہاد اور
تقلید سے آزادی کا زمانہ ہے۔

(روشن مستقبل صـ۳۲۱)

غرضکہ جادوگرانِ برطانیہ نے اپنی ساحرانہ کارگزاریوں سے سرسیّد جیسے تجربہ کار
عقلمند شخص کو نہ صرف متحدہ قومیت سے بلکہ پالیٹیکس اور آئینی جدوجہد سے بھی روکا، اور
اسی کے ذریعے سے مُسلمانوں کو ہمیشہ سیاسیات سے علیحدہ رکھو اکر بالکُل نابلد اور ڈرپوک
بنوادیا، پھر اگر ڈاکٹر اقبال مرحُوم اس سحر سے مسحُور ہیں، تو کیا تعجب ہے، برطانیہ کی مُلوکانہ
اغراض معلُوم ہیں، اس کے افراد کی عیارانہ چالیں معلوم ہیں، اس کے پروپیگنڈے کی نیرنگیاں معلوم
ہیں، ہندُوستانی تو درکنار یورپ کی بڑی بڑی بادشاہتیں ہمیشہ ان سامریوں کے عجیب وغریب
سحر سے مسحُور ہوتی رہی ہیں، جس کا خوُد ان کو اعتراف ہے، برطانیہ نے اقوامِ عالم ہی نہیں
بلکہ شاہانہ عالم کے آنکھوں میں بھی دُھول ڈالکر اُن کو اندھا کیا، اور ہمیشہ اپنا اُلّو سیدھا کیا۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہلِ ہندوستان عموماً اور ہندُوستانی مُسلمان خصُوصاً انتہائی مصائب
میں فی زمانناً مبتلا ہیں، ان سے نجات حاصل کرنا اور آئندہ کے لیے ایسے مصائب سے
تحفظ کرنا اور ضرُوریاتِ زندگی کی رفاہیت اور فارغ البالی حاصل کرنا، ایک خصوصی مسئلہ

Marfat.com

ہے، جس کا تعلق صرف سرزمینِ ہند اور اس کے بسنے والوں سے ہے اور صرف حیاتِ دنیاوی سے ہے، جو کہ حیاتِ اُخروی کے سامنے ایک عارضی اور ظلی چیز ہے اور جب تک کسی ملک میں مختلف قومیں اور مختلف مذاہب بستے ہیں، جبھی تک اس کی ضرورت ہے، ...... سب کے مسلمان ہو جانے کے بعد جو کہ اوّلین اور اصلی مقصد ہے، یہ باقی نہیں رہتا، اسی بنا پر ہم نے اس کو عارضی اور خصوصی کہا تھا، جیسا کہ ہم پہلے عرض کر آئے ہیں۔ مسلمانانِ ہند کو دونوں مسئلوں میں پوری طرح حصّہ لینا شرعًا، عقلاً، انسانیًا، سیاستہً ضروری اور لازم ہے، ایک میں حصّہ لینا دوسرے کے منافی نہیں، اور پہلے مسئلے کی وجہ سے دوسرے سے روکنا یہ معنی رکھتا ہے کہ جب تک تمام ہندوستان کے باشندے مسلمان نہ ہو جائیں، مسلمانانِ ہند، موجودہ مصائب کے دور کرنے میں کوئی حصّہ نہ لیں، بالخصوص جب کہ مسلمانانِ ہند کی موجودہ طاقت کامیابی کے لیے کافی نہیں ہے، تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ اُن کو بے دست و پا بن کر قبرستان میں دفن ہو جانا چاہیے، جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے، یہی رائے رئیس الاحرار مولانا محمد علی صاحب مرحوم کی بھی تھی اور یہی رائے حضرت شیخ الہند مرحوم و مغفور کی تھی! اور یہی رائے مناسب اور صحیح ہے، پہلا مسئلہ چونکہ اور اصل الاصول ہے اور وہی مقصدِ بعثت اور رسالت کا ہے، اس لیے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قریش اور صنادید مکّہ سے اسی کا مطالبہ کیا تھا اور دوسرا مسئلہ عارضی اور شخصی تھا، اس لیے بضرورت زمانہ اس کا مطالبہ قبائل یہود وغیرہ سے مدینہ منورہ میں (باوجود نزولِ آیاتِ جہاد) کیا، اس پر آوازہ کسنا بجُز نادانی اور ناواقفی اور کیا قرار دیا جا سکتا ہے، بہرحال آج برطانیہ کی انتہائی کوشش یہی ہے کہ ہندوستانی مسلمان سیاسیات کے میدان میں نہ آئیں اور نہ متحدہ قومیت میں شامل ہو کر بہ یک آواز آزادی کے میدان میں اُتر کر برطانوی اقتدار کا ہندوستان سے خاتمہ کریں۔ کیونکہ اس سے تمام برطانوی قوم کو اشد ترین نقصان پہنچے گا، جو لوگ مسلمانوں کو اس میدان

سیاست میں اُترنے سے روک رہے ہیں، اور متحدہ قومیت کو بھیانک صورت میں ظاہر کر کے نفرت دِلا رہے ہیں، بلاشک وشبہ برطانیہ کی ایسی عظیم الشان خدمات انجام دے رہے ہیں، جو کہ اس کی افواج اور اسلحہ سے بھی انجام نہیں پا سکتی۔ والی اللہ المشتکی

ترسم نرسی بہ کعبہ تو اے اعرابی
کایں راہ کہ تو میروی بہ انگلستان است

◎

آخری گزارش

ہم اس عرض کے بعد اپنی تجویز کو اس فلسفیانہ تقریر اور شاعرانہ تخیل کے جوابات سے طویل اور دراز کرنا مناسب نہیں سمجھتے ہیں، جو جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اپنے فلاسفری دماغ سے تراش کر کے ذکر فرمائی ہے، مقاصدِ اصلیہ کو ہم نے واضح کر دیا ہے، وُہ تقریر یونانی یا یورپی فلسفہ اور اسی کی زبان ہے، جس کی طرف خود جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم توجہ کرنا خلافِ دیانت سمجھتے ہیں، آخر میں ہم دُعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جناب ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اپنی مغفرت اور فضل سے نوازے اور ان کے متوسلین اور پسماندوں کو اور ہم کو اور تمام مسلمانوں کو اپنی مرضیات کی توفیق عطا فرمائے اور گمراہی و ضلالت سے محفوظ رکھے۔ آمین : وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

◎

Marfat.com

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ کے قلم سے

سفرنامہ شیخ الہند

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن قدس سرہٗ کا سفرنامہ حجاز و مصر اور اسارت مالٹا
کی ولولہ انگیز روداد، حکومتِ برطانیہ کے خلاف جہادِ آزادی کی ایمان افروز سرگزشت،
اسیرِ مالٹا کے صبر و ثبات اور عزم و استقلال کی زندہ جاوید داستان، شیخ الہندؒ کی
انقلاب آفریں شخصیت اور حریتِ دین و وطن کا مستند تذکرہ، تاریخ آزادی برصغیر
کا درخشاں باب، اسلامی سیاست و فراست اور عزیمت و استقامت کا عظیم المثال مرقع۔

مکتبہ محمودیہ جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

Marfat.com

حضرت مولانا محمد میاں صاحبؒ کی

شہرۂ آفاق تصنیف

عُلمائے ہند کا شاندار ماضی

عنقریب مکتبہ محمودیہ کے زیرِ اہتمام منظرِ عام پر آنے والی ہے۔

الناشر:

مکتبہ محمودیہ ۔ جامعہ مدنیہ ۔ کریم پارک ۔ لاہور

Marfat.com

تحریکِ شیخ الہند رحمہ اللہ

انگریزی سرکار کی زبان میں

ریشمی خطوط سازش کیس

اور

کون کیا تھا؟

اِنڈیا آفس لندن میں محفوظ ریکارڈ کا اردو ترجمہ

— مرتّبہ —

حضرۃ مولانا سیّد محمّد میاں رحمہ اللہ تعالےٰ

مکتبہ محمودیہ جامعہ مدنیہ کریم پارک، لاہور

قیمت ۲۵ روپے

Marfat.com